بسم اللہ الرحمٰن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ

بدر

قادیان

شرح چندہ سالانہ چھ روپے
ششماہی ۳-۵۰ روپے
ممالک غیر ۷-۰۰ روپے
فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

جلد ۸ | ۲۹ صلح ۱۳۳۸ ہش | ۱۹ رجب ۱۳۷۸ھ | ۲۹ جنوری ۱۹۵۹ء | نمبر ۵

بھارت کے دسویں جشن جمہوریت پر

راشٹرپتی کا پیغام

نئی دہلی ۲۵ جنوری۔ راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد نے یوم جمہوریہ کی نویں سالگرہ کے موقعہ آل انڈیا ریڈیو سے ایک پیغام نشر کرتے ہوئے دیش واسیوں کو مبارکباد دی اور اپیل کی کہ ہر شخص ملک کی تعمیر نو میں حصہ لے۔ آپ نے اناج کی پیداوار دوگنی کرنے اور اس طرح اناج کی درآمد پر خرچ ہونے والا اربوں روپیہ بچانے کی اپیل کی۔ آپ نے کہا یہ شرم کا مقام ہے کہ ہم اناج کے لئے دوسروں کے دست نگر ہوں۔ اور اربوں روپیہ اناج درآمد کرنے پر صرف کریں۔ راشٹرپتی نے کہا کہ جو سال آج ختم ہو رہا ہے اس میں انہیں چند غیر ملکوں کا دورہ کرنے کا موقعہ ملا۔ لہذا انہیں یہ معلوم کر کے بہت خوشی ہوئی کہ ان ملکوں کے لوگ اور رہنما ہندوستان کی بہت تعظیم کرتے ہیں۔ آزادی کے بعد ہندوستانیوں نے جس طریقہ سے جدوجہد کی ہے۔ اس کی تعریف کی جاتی ہے۔ غیر ملکوں میں لوگوں نے ہندوستانی عوام کے بارے میں جو نظریات قائم کئے ہیں۔ ان کا سہرا ہماری قدیم وراثت۔ اقتصادی تعمیر نو صنعت کاری کے لئے عظیم جدوجہد جیسے امور پر مرتب ہوتا ہے۔ لیکن اس میں کوئی شبہ نہیں کہ غیر ممالک میں ہماری عزت و احترام و توقیر کی سب سے بڑی واحد وجہ ہند کی غیر جانبدارانہ پالیسی ہے۔ بہت سے ملکوں میں ہندوستان کو امن کا محافظ خیال کیا جاتا ہے اور دیکھا جاتا ہے کہ ہندوستانی قوم تمام قوموں کی ترقی اور آزادی کی حامی ہے۔ وہ نظم و نسق اور نظریات میں اختلافات کو تسلیم کرتی ہے اور اسکے ساتھ یہ بھی اعتقاد رکھتی ہے کہ اگر باہم خیرسگالی کو مد نظر رکھا جائے تو باہمی اختلافات کے باوجود مل جل کر کام کر سکتے ہیں۔ گھریلو امور کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ منصوبہ بند اقتصادی ترقی کا عوام پر بہت بوجھ پڑتا ہے بہتر مستقبل کی منصوبہ بندی اور خوشحال زندگی کی تعمیر کیلئے قربانیاں کرنی پڑتی ہیں لیکن خوش آئند مستقبل کی امید میں تکالیف خوشی خوشی برداشت کی جاتی ہیں۔ اسلئے توقع کی جاتی ہے کہ اگر ہماری منصوبہ بندی نے ہم پر بعض پابندیاں عائد کی ہیں تو ہم قوم کے وسیع تر مفادات اور روشن و خوشحال مستقبل کی خاطر انہیں برداشت کرینگے۔ سب سے زیادہ اہمیت قربانی کے جذبے کی ہے۔ اور ایک آزاد قوم کی تعمیر و ترقی کے لئے اب قربانی کے جذبے کی ضرورت اس وقت سے کہیں زیادہ ہے جبکہ لوگ آزادی کے لئے جدوجہد کر رہے تھے۔ راشٹرپتی نے ملک کے تمام باشندوں سے خواہ وہ دیہات میں رہتے ہوں یا شہروں میں اپیل کرتے ہوئے کہا کہ وہ موجودہ صورت حال پر غور کریں اور سوچیں کہ آیا وہ اپنے خوابوں کے ہندوستان کی تعمیر میں حصہ ادا کر رہے ہیں یا نہیں۔

مسئلہ خوراک کا ذکر کرتے ہوئے راشٹرپتی نے کہا کہ ہمارے لئے یہ ایک بنیادی سوال ہے۔ زراعت اور معیشت کار کے بارے میں ہندوستانیوں کی روایات بہت عظیم ہیں اس صورت میں ہمارے لئے شرم کا مقام ہے کہ ہم اناج کی خوراک کیلئے دوسروں کے دست نگر ہیں اور اربوں روپیہ اناج درآمد کرنے پر خرچ کریں۔ کاشتکار کو ... [illegible] ... پیداوار کو دوگنا ... [illegible] ... ضروری ہے ... [illegible] ... گیا ہے ... آئین کی عمارت کی تعمیر کا آغاز کیا گیا ہے اور اس سے زیادہ قربانی ... [illegible] ... قوم کی امداد کریں۔ غیر ممالک میں ہم ... [illegible] ... راشٹرپتی نے کہا کہ ملک کے بیداری اور تعمیر کے احساس نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا ہے۔ ... [illegible] ... کی تعمیر نو میں ... [illegible] ... کئی سکیمیں زیر عمل ہیں جب کبھی آپ جائیں گے آپ دیکھیں ...

اخبار احمدیہ

ربوہ ۲۷ جنوری۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق محترم صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحب ایم۔ اے بذریعہ تار اطلاع فرماتے ہیں کہ:-

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت پہلے جیسی ہے۔ نیز نقرس کی تکلیف بھی ہے۔ احباب اپنے مقدس آقا کی صحت کاملہ و درازی عمر کے لئے خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں۔

ربوہ ۲۳ جنوری۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب مدظلہ العالی کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اطلاع مظہر ہے کہ حضرت ممدوح کی طبیعت خدا کے فضل سے بہتر ہے نقرس کو بھی افاقہ ہے البتہ کمزوری ابھی باقی ہے احباب خاص توجہ اور التزام سے دعائیں جاری رکھیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اپنے فضل سے جلد صحت کاملہ عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان۔ ۲۷ جنوری۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ... جلسہ سالانہ ربوہ کے جلسہ سالانہ میں شمولیت کے بعد بخیریت واپس تشریف لے آئے۔ البتہ آپ کے اہل و عیال تا حال ربوہ ہی میں قیام فرما ہیں۔ خدا تعالیٰ بخیریت رکھے۔ آمین۔

قادیان میں یوم جمہوریت کی تقریب

قادیان مورخہ ۲۶ جنوری۔ آج میونسپل کمیٹی کے کمپاؤنڈ میں یوم جمہوریہ کی تقریب بڑے ٹھاٹھ سے ۹ بجے صبح منائی گئی۔ سب سے پہلے قومی جھنڈا لہرایا گیا۔ جس کو مقامی پولیس اور سکھ نیشنل کالج کے این سی سی کے نوجوانوں نے سلامی دی۔ جھنڈا ڈاکٹر کیدار ناتھ صاحب صدر میونسپل کمیٹی نے لہرایا۔ بعد ازاں مختلف سکولوں کے بچوں اور بچیوں نے گیت سنائے۔ اور بعض شعراء نے اپنا پنجابی کلام پیش کیا۔

اس تقریب میں احباب جماعت احمدیہ قادیان اپنی روایات کے ماتحت پورے اشتیاق اور قومی جذبہ کے ماتحت شامل ہوئے۔ جماعت کی نمائندگی میں جناب حکیم خلیل احمد صاحب نے تقریر کی جس میں حاضرین اور منتظمین کو توجہ دلائی کہ صرف گانے بجانے اور گیت سننے کا پروگرام کافی نہیں ہمارا ملک اس وقت ایک اہم دور سے گذر رہا ہے۔ اور اس کے سامنے بہت سے مسائل ہیں جن کو حل کرنے کی ضرورت ہے۔ پس ہم سب ہم وطنوں کو ایسی تقاریب کو سنجیدگی اور دلچسپی سے منانا چاہیئے۔ اور بجائے کھیل تماشا اور لہو و لعب میں انہماک کے تعمیری اور اصلاحی پروگرام کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ مجھے افسوس ہے کہ قومی تہواروں میں اس قسم کے پروگرام بہت کم رکھے جاتے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ عوام سنجیدگی کے ساتھ اپنے ملکی مسائل کو سوچنے اور ان کو حل کرنے کی طرف اپنی توجہ منعطف نہیں کرتے۔ بلکہ منتظمین بھی اسی طریق پر لوگوں کی تربیت میں کوتاہی کر رہے ہیں۔ خدا کرے کہ ہم سب اپنے فرائض کو سمجھیں اور آزادی کو پائیدار بنانے اور ملک کو شاہراہ ترقی پر تیزی سے چلانے کے لئے کوئی مؤثر اقدام کر سکیں۔

امسال یہ بات افسوس سے نوٹ کی گئی۔ کہ منڈل کانگریس کمیٹی کی طرف سے یوم جمہوریت کے لئے کوئی پروگرام یا انتظام نہیں کیا گیا۔ ورنہ اس قومی تقریب میں پوری دلچسپی لی گئی

(نامہ نگار)

جشن جمہوریت کے موقعہ پر قادیان میں ورزشی مقابلے

ری پبلک ڈے کی تقریب پر میونسپل کمیٹی قادیان کے زیر اہتمام احمدیہ والی بال کلب کی ٹیم اور سٹی والی بال کلب قادیان کی ٹیموں کا انعامی میچ ہوا۔ جس میں احمدیہ والی بال کلب کی ٹیم ایک کے مقابل پر دو گیم سے کامیاب رہی۔ مقررہ انعام کے مستحق قرار دیئے حسب ذیل کھلاڑیوں کو صدر صاحب میونسپل کمیٹی کی طرف سے انعام دیا گیا:-

عبدالسلام صاحب (کیپٹن)۔ مولوی برکت علی صاحب انعام۔ محمد یوسف صاحب گجراتی۔ طیب علی صاحب۔ شہادت حسین صاحب۔ منور احمد صاحب نوری۔

اس تقریب کی خوشی میں دوسرا انعامی ورزشی مقابلہ احمدیہ والی بال کلب اور سٹی کلب کے ممبران میں ہوا۔ جیتنے والی ٹیم کو شری روشن لال صاحب ... نے اپنی طرف سے ایک کپ بطور انعام دیا۔ الحمد للہ۔

اس مقابلہ میں حسب ذیل کھلاڑیوں نے حصہ لیا اور اول الذکر ٹیم کامیاب رہی:-

نمبر ۱ ٹیم	نمبر ۲ ٹیم
شری بودھ دیو کیپٹن	چوہدری عبدالسلام صاحب۔ کیپٹن
مکرم مولوی برکت علی صاحب	محمد یوسف صاحب
شری لیکھ راج صاحب	جوگندر پال صاحب ...
طیب علی صاحب	شہادت حسین صاحب
منور احمد صاحب نوری	سردار ... سنگھ صاحب
رگھو ناتھ رائے صاحب	شری چمن لال صاحب

ملک صلاح الدین ایم اے پرنٹر و پبلشر نے ... آرٹ پریس میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اخبار پرتاپ کا افسوسناک رویہ

اس وقت جبکہ ہمارے ملک کو قومی اتحاد و یکجہتی کی بہت ضرورت ہے۔ اور ملکی ترقی اور سربلندی کے لئے حکومت و رعایا کے درمیان باہمی اعتماد اور تعاون ضروری ہے۔ بعض اخبارات اپنی اہم ذمہ داریوں کو نظر انداز کرتے ہوئے مختلف قوموں کے درمیان اختلاف اور عناد کی آگ مشتعل کرتے رہتے ہیں۔ اور حکومت اور رعایا کے بعض طبقات کے درمیان عدم اعتماد اور غلط فہمی کے بیج بوتے رہتے ہیں۔ اس تعلق میں اخبار پرتاپ پیش پیش ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس متعصب اور فرقہ دارانہ ذہنیت کے اخبار کو مسلمانانِ ہند کے ساتھ جبلی اور فطری بغض و کینہ ہے جس کا اظہار وہ وقتاً فوقتاً کرتا رہتا ہے۔

جناب پنڈت نہرو وزیراعظم ہند نے کچھ عرصہ پیشتر ایسے فرقہ دارانہ اخبارات کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ اکثریت کی فرقہ داری اقلیت کی فرقہ داری سے بہت زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ اکثریت اپنی فرقہ دارانہ ذہنیت کو نیشنلزم کا لبادہ اوڑھا کر اپنے زہر آلود تعصب کو پس پردہ چھپا لیتی ہے اور اقلیت کیلئے ایسا ممکن نہیں بلکہ بسا اوقات اس کی حق و صداقت اور مظلومیت کی آواز کو بھی فرقہ داری کا نام دے کر دبا دیا جاتا ہے۔ لیکن یہ طریق یقیناً آزاد جمہوریت کے شایانِ شان نہیں۔ اور نہ اس سے ملک کی مجموعی حیثیت سے ترقی ہو سکتی ہے۔

قارئین حضرات کو یاد ہوگا کہ ۱۹۵۶ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی اور امام جماعت احمدیہ نے اپنی تقریر میں اپنے مقدس مرکز اور وطن قادیان کی جدائی میں اپنے جذبات کا اظہار فرمایا تھا۔ اور حقیقہ کے اس اظہار کا سیاست سے قطعاً کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن اخبار ملاپ مورخہ ۷ر جنوری ۱۹۵۶ء اور بعض دوسرے اخبارات نے آپ کی تقریر کو غلط طور پر پیش کرتے ہوئے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پھیلایا۔

اسی طرح ۱۹۵۸ء کے جلسہ سالانہ ربوہ میں جو تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ نے فرمائی۔ اس کے متعلق اخبار پرتاپ نے غلط اور اشتعال انگیز خبر شائع کی اور مورخہ $\frac{1}{59}$ اکو اس پر ایک ایڈیٹوریل لکھا جس میں جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال اور غلط فہمی پیدا کرنے کی کوشش کی۔

جہاں تک احمدیہ جماعت ہندوستان کا تعلق ہے اس کی حکومت ہند کے ساتھ وفاداری اور خیرخواہی ہر شبہ سے بالا ہے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ نے لاہور کے اخبار الرحمت مورخہ ۲۱ر نومبر ۱۹۴۹ء میں یہ اعلان پاکستان سے شائع فرمایا تھا کہ

"میں جو انگریز کے زمانہ میں انگریز کے خلاف ایسی باتوں کی اجازت نہیں دیتا تھا یہ کس طرح ہو سکتا تھا کہ خود ملکی حکومتوں کے قائم ہو جانے کے بعد پاکستان یا ہندوستان میں میں ایسی باتوں کی اجازت دے دیتا۔ چنانچہ ہر ایسے موقعہ پر جو پاکستان یا ہندوستان میں پیدا ہوا میں نے اپنی جماعت کو یہی حکم دیا کہ وہ حکومت وقت کی پوری طرح وفاداری کریں۔ اور جو ذمہ داریاں حکومت وقت کی طرف سے ان پر عائد کی جائیں ان ذمہ داریوں کو دیانتداری سے ادا کریں۔

یقیناً یہ تعلیم پاکستانی اور ہندوستانی حکومتوں کی نظر میں ایک نعمت غیر مترقبہ سمجھی جانی چاہیے تھی۔۔۔۔۔۔ احمدی جماعت ہر ایک ملک کے لئے ایک قیمتی جوہر ہے وہ وفاداری اور اخلاص کے ساتھ اپنے ملک کی حکومت کے ساتھ تعاون کرتی ہے اور کرتی رہے گی۔ وہ انصاف اور عدل کے لئے قربانی کرنے والی جماعت ہے۔ مگر حکومت کے ساتھ عدم تعاون اس کے اصول کے خلاف ہے وہ عدل اور انصاف کو عدل اور انصاف کے ذریعوں سے ہی حاصل کرنا چاہتی ہے۔۔۔۔۔۔ ہر سمجھدار انسان اس جماعت کو سر اور آنکھوں پر بٹھائے گا ہر سمجھدار حکومت اس جماعت کو قدر اور عزت کی نگاہوں سے دیکھے گی اور میں امید کرتا ہوں کہ اگر اس سے پہلے نہیں تو آئندہ ہندوستان کی مختلف صوبائی حکومتیں اور مرکزی حکومت ان احمدی تعلیمات کو مدنظر رکھ کر جو میں نے اوپر بیان کی ہیں احمدیوں کے متعلق اپنے رویہ کو تبدیل کریگی۔۔۔۔۔۔ اس تعلیم کا مطلب یہ ہے کہ ہر پاکستان میں رہنے والا احمدی اپنی حکومت کا پوری طرح وفادار ہوگا۔ اور اس کے مقاصد اور مفاد میں پوری طرح تعاون کریگا اور ہندوستان میں رہنے والا ہر احمدی حکومت ہندوستان کا پوری طرح فرمانبردار ہوگا۔ اور اس کے مقاصد اور مفاد میں اس سے پوری طرح تعاون کریگا"۔

۔۔۔۔ اگر پاکستان ہم سے یہ مطالبہ کرے کہ ہم ہندوستان کے احمدیوں کو ہندوستان سے بغاوت کی تعلیم دیں تو ہم ایسا کبھی نہیں کریں گے"۔

اسی اصول اور واضح تعلیمات کے ہوتے ہوئے جہاں ہندوستانی احمدی اپنی حکومت کے وفادار اور خیر اندیش ہیں وہاں پاکستانی احمدی اپنی حکومت کے وفادار اور پابند قانون ہیں۔ اور یہی وفادارانہ طریق تمام دنیا میں پھیلے ہوئے احمدیوں کا اپنے اپنے ملک اور حکومت کے متعلق ہے۔ اور یہ وہ واضح حقیقت ہے جس کو دنیا کی مختلف حکومتیں اور لوگ اچھی طرح جانتے ہیں۔ اور اسی کی تائید مشہور ہندوستانی اخبارات نے بھی کی ہے۔ چنانچہ اخبار سٹیٹسمین دہلی مورخہ ۱۲ر فروری ۱۹۴۹ء اور اخبار ریاست دہلی مورخہ ۱۶ر دسمبر ۱۹۵۷ء میں اس حقیقت کو آشکار کیا گیا ہے۔

اس جگہ اس بات کا ذکر بے محل نہ ہوگا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ کی دو حیثیتیں ہیں ایک حیثیت روحانی پیشوا کی ہے۔ اور اس حیثیت سے تمام دنیا کے احمدی آپ سے برکت اور روحانی اور مذہبی ہدایات حاصل کرتے ہیں۔ دوسری حیثیت آپ کی پاکستان کے شہری ہونے کی ہے۔ اور اس اعتبار سے آپ احمدیت کی تعلیم کے مطابق پاکستان کے ملک کے وفادار ہیں جس طرح کہ دنیا کے دوسرے ممالک کے احمدی اپنی اپنی حکومتوں کے وفادار اور خیرخواہ ہیں۔ پس اس اعتبار سے اگر آپ اپنی حکومت کے حق میں کچھ اظہار خیال کریں یا قدم اٹھائیں تو یہ آپ کا حق ہے اور دوسرے ممالک کی احمدیہ جماعتوں کا اس سے اتفاق کرنا ضروری نہیں۔ رومن کیتھولک مذہب کے پوپ اور اسمٰعیلی فرقہ کے آغا خان کی بھی یہی حیثیت ہے۔ اور ان کے ماننے والے جو دنیا کے بہت سے ممالک میں رہتے ہیں۔ اسی اصول پر کاربند ہیں۔

چنانچہ اسی بنیادی اصول کے ماتحت حضرت امام جماعت احمدیہ نے اپنی تقریر جلسہ سالانہ میں اظہار خیال فرمایا۔ اور بعد میں اخبار پرتاپ کے ایڈیٹوریل کے جواب میں اپنا خطبہ مورخہ ۹ر جنوری کو ارشاد فرمایا جس کے بعض اقتباسات درج ذیل ہیں:-

"میں نے جلسہ کے موقعہ پر کہا تھا کہ ہمارے ہاتھ میں تلوار تو ہے نہیں کہ ہم اس کے زور پر قادیان فتح کریں۔ قادیان کے دروازے اگر کھلے تو وہ اللہ تعالیٰ [illegible] کھولے گا"

"میں نے کہا تھا کہ ہندوستان کے احمدی حکومت کے وفادار ہیں حکومت پاکستان نے سکھوں کو جو جماعت احمدیہ سے بہت زیادہ طاقتور ہیں سینکڑوں کی تعداد میں ننکانہ صاحب آنے کی اجازت دی ہے۔ پھر کوئی وجہ نہیں کہ بھارتی حکومت احمدیوں کو جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان جانے کی اجازت نہ دے حالانکہ وہ بہت کمزور ہیں اور انہیں اتنی طاقت نہیں کہ حکومت ہندوستان انسے کوئی خطرہ محسوس کرے اس کی بجائے پرتاپ نے یہ لکھا ہے کہ گویا میں نے کہا ہے کہ بھارت قادیان اور اسکے گرد کا علاقہ پاکستان کو واپس کر دے"۔

"ہم نے تو ہندوستان کی حکومت سے صرف یہ کہا تھا کہ ہمیں ہر سال جلسہ سالانہ کے موقعہ پر قادیان جانے کی اجازت دیدیا کرو۔ اور ہمارے جانے میں روک نہ [illegible]"

"بہرحال ہمارے پاس کوئی طاقت نہیں خدا تعالیٰ ہی قادیان کا رستہ کھولدے تو کھولدے۔ اب اگر خدا تعالیٰ چاہے تو پنڈت نہرو اور انکی حکومت کیا کر سکتی ہے لیکن اگر وہ خوشی سے ایک کمزور امن پسند جماعت کے افراد کو انکے مذہبی مرکز میں جانے کی اجازت دیدیا کرے تو انکی یہ حرکت دنیا میں انکی عزت کا موجب ہوگی"۔

"اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ پنڈت نہرو اور انکی حکومت کو نرم کر دے اور انکے دلوں پر اثر ڈالدے اور وہ احمدیوں سے نیک سلوک کرنے لگ جائیں تو پرتاپ کیا کر سکتا ہے"۔

"لیکن اگر پرتاپ کے ایڈیٹر کو یہ بات کا خیال ہے کہ وہ حکومت کو ہمارے خلاف اکسا [illegible] ہمارے لئے مشکلات پیدا کرنے میں کا[illegible] ہو جائیگا تو اُسے یاد رکھنا چاہیئے کہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی قائم کردہ جماعت ہے۔۔۔۔۔ وہ (پرتاپ) اپنے خالق سے غداری کر رہا ہے اور اُسے خدا تعالیٰ سے لڑا رہا ہے۔۔۔۔۔ بہرحال خدا تعالیٰ کا مقابلہ اچھا نتیجہ پیدا نہیں کرتا"۔ (روزنامہ الفضل $\frac{1}{59}$ ۱۷)

آخر میں ہم اخبار پرتاپ اور دوسرے ہم وطن معاصرین سے التماس کرتے ہیں کہ وہ اختلاف اور انشقاق کی خلیج کو وسیع کرنے کی بجائے ملک میں اتحاد، رواداری اور باہمی اعتماد کی روح پیدا کریں تاکہ ہمارے عظیم ملک کے لئے آسمانی اور زمینی برکات اور فیوض کے راستے کھلے رہیں۔ اور ہمارے ارباب حکومت بھی تعمیری کاموں کی طرف زیادہ توجہ دے کر ملک کو خوشحال بنا سکیں۔ خدا تعالیٰ ایسا فضل شامل حال رکھے۔

دعا کرو کہ خدا تعالیٰ اشاعتِ اسلام کے سلسلہ میں ہماری حقیر کوششوں کو قبول کرے اور اپنے فرشتوں کو ہماری تائید میں لگا دے

خدا تعالیٰ کے فضلوں اور اُس کے احسانات کو دیکھتے ہوئے اس کا جتنا بھی شکر کیا جائے کم ہے

جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء کے موقع پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر فرمودہ ۲۶ دسمبر ۱۹۵۸ء

تشہد تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالیٰ کا شکر

ادا کرنا تو انسان کے لئے ہمیشہ ہی ضروری ہے مگر اس زمانہ میں اس کے فضلوں اور احسانات کو دیکھتے ہوئے اس کا جتنا بھی شکر ادا کیا جائے اتنا ہی کم ہے۔ میں اب ضعیف اور بوڑھا ہو چکا ہوں۔ جوانی کی عمر میں جب میں صرف ۲۶ سال کا تھا مجھے خلیفہ منتخب کیا گیا تھا۔ اور اگر میں زندہ رہا تو جنوری میں میں ۶۹ سال کا ہو جاؤں گا۔ گویا میری خلافت پر ۴۵ سال کا عرصہ گذر چکا ہے۔ اور اتنے لمبے عرصہ تک کام کرنے کی توفیق مجھے خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ملی ہے۔ لیکن پھر بھی ایک وہ زمانہ تھا جب میں بغیر سوچے سمجھے تقریر کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور گھنٹوں تقریر کرتا چلا جاتا تھا۔ اور اب میرا خطبہ بعض دفعہ پانچ سات منٹ کا ہوتا ہے بعض دفعہ ۱۰ منٹ کا ہوتا ہے۔ بعض دفعہ ۲۵ منٹ کا ہوتا ہے۔ اور بعض دفعہ آدھ گھنٹہ کا ہوتا ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ

یہ بھی اللہ تعالیٰ کا فضل ہے

ورنہ اس عمر میں جو مجھے بیماری کا حملہ ہوا ہے یہ بڑا تکلیف دہ ہے۔ اس کے اثرات کی وجہ سے پہلے مجھے یہ وہم ہو گیا تھا کہ بیماری بڑھ رہی ہے۔ مگر جب میں نے یورپ کے اس ڈاکٹر کو لکھا جس نے میرا علاج کیا تھا۔ تو اس نے لکھا کہ بیماری بڑھ نہیں رہی۔ بلکہ یہ ایک اتفاقی امر ہے۔ اور رو ماٹزم یعنی وجع المفاصل کی تکلیف ہے۔ ورنہ یہ درست نہیں کہ آپ کا مرض بڑھ رہا ہے۔ مرض جو ہونا تھا وہ ہو چکا ہے مگر اس کے علاوہ عمر کا تقاضا بھی ہوتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

ایک قصہ سُنایا کرتے تھے

کہ کسی شخص نے ایک بڑی عمر کے آدمی کو کوئی بات ہمدردی سے کہہ دی۔ اس پر اُس بڑی عمر کے آدمی نے اُسے گالی دیدی۔ وہ کہنے لگا یہ عمر کا تقاضا ہے۔ جب اس نے کہا عمر کا تقاضا ہے تو اُس نے اَور گالی دی۔ وہ کہنے لگا یہ بھی عمر کا تقاضا ہے۔ اس پر اس نے اَور گالی دیدی۔ وہ کہنے لگا یہ بھی عمر کا تقاضا ہے۔ جب اس نے تین دفعہ یہی کہا تو وہ ہنس پڑا اور کہنے لگا تم باز نہیں آتے۔ تو انسانی عمر کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ کمزوری بھی بڑھتی چلی جاتی ہے۔

یہ اللہ تعالیٰ کا ہی فضل ہوتا ہے

کہ اس کمزوری کے باوجود انسان تھوڑا بہت کام کر سکتا ہے۔ اب یہ حالت ہے کہ کھڑا ہونا بھی میرے لئے مشکل ہوتا ہے اور رات کو لیٹنا بھی میرے لئے مشکل ہوتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ کا یہ احسان رہا ہے۔ کہ باوجود بیماری کے حملہ کے اور اس پر ایک لمبی مدت گذر جانے کے مجھے قرآن کریم نہیں بھولا۔ میں جب بھی قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھتا ہوں اس کے نئے نئے معارف میرے دل میں آتے جاتے ہیں۔ اور پھر اس سال تو قرآن کریم کے کثرت سے پڑھنے کی اتنی توفیق ملی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں ملی۔ یعنی باوجود بیماری کی تکلیف کے اس سال جون سے لے کر اس وقت تک ۲۴-۲۵ دفعہ میں قرآن کریم ختم کر چکا ہوں۔

اس وقت میں

جلسہ کے افتتاح کے لئے

آیا ہوں۔ تقریریں بعد میں ہونگی۔ ہمارے خاندان کے بعض نکاح ہیں وہ بھی بعد میں ہوں گے۔ اس وقت تو میں خدا تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ احسان کیا ہے کہ اس نے ہمیں اسلام کی خدمت کے لئے اور اپنی باتیں سُننے کے لئے جمع کر دیا ہے۔ وہ ہماری اس خدمت کو قبول فرمائے اور اپنے فرشتوں کو اتارے کہ وہ ہماری مدد کریں اور اسلام کی اشاعت دُنیا میں کریں۔ ہم کمزور ہیں اور ہمارے کندھوں پر وہ کام ڈالا گیا ہے جس کو سرانجام دینے کی ہم میں طاقت نہیں وہ محض خدا اور اس کے فرشتے ہی کر سکتے ہیں۔

مغربیت دُنیا میں ایسی غالب آچکی ہے

کہ خود ہمارے بعض احمدی نوجوان بھی اس سے متاثر ہو رہے ہیں۔ خصوصاً سرکاری عہدوں پر جو لوگ ہیں ان پر بہت زیادہ اثر ہو رہا ہے اور ان میں سے بعض لوگوں کے اہلِ خانہ پردہ چھوڑ رہے ہیں۔ میں نے پچھلے دنوں اعلان کیا تھا کہ ایسے لوگ جن کی بیویاں پردہ چھوڑ رہی ہیں وہ چاہے کتنے ہی معزز نہ ہوں اُن سے عدمِ تعلق کا اظہار کیا جائے۔ اس پر مجھے افریقہ کے ایک پریذیڈنٹ نے رپورٹ کی کہ ایک مجلس میں بعض ایسے لوگ جمع تھے جن کی بیویوں نے پردہ چھوڑا ہوا تھا۔ میں نے اُن سے مصافحہ نہیں کیا اس پر وہ ناراض ہو گئے اور جماعت کے مبلغوں نے کہا کہ تم نے غلطی کی ہے۔ میں نے انہیں لکھا کہ آپ نے جو کچھ کیا درست کیا۔ آپ میرے خطبہ کو صحیح سمجھے ہیں اور مبلغ غلط سمجھے ہیں۔ ہاں غیر ملکوں میں جہاں پردہ کا رواج نہیں ہے وہاں عدمِ تعلق کے ساتھ ساتھ

سمجھانے کی بھی کوشش کرنی چاہیئے

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔ فَذَكِّرْ إِنْ نَفَعَتِ الذِّكْرَىٰ۔ یعنی نصیحت کرتے رہو کیونکہ نصیحت ہمیشہ فائدہ بخش ثابت ہوتی رہی ہے۔ پس دوسروں پر صرف پریذیڈنٹی کا رعب ہی نہ جماؤ۔ بلکہ اخلاص، خدمت اور پیار سے انہیں اسلام کی طرف واپس لاؤ۔ محض رُعب سے کام نہیں چلتا۔ بلکہ اخلاص، خدمت اور پیار سے کام چلتا ہے۔ غرض میں نے انہیں لکھا کہ بات تو آپ نے سمجھ لی ہے۔ اور صحیح طور پر سمجھ لی ہے۔ لیکن صحیح طریقِ استعمال یہی ہے کہ عدمِ تعلق کے ساتھ ساتھ اخلاص، خدمت اور قربانی کے ساتھ دوسروں کی اصلاح کی بھی کوشش کی جائے۔

اسی طرح ہماری جماعت میں تنظیم بھی محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہی پیدا ہوئی ہے جس کے ہمیشہ

خوشکن نتائج

ظاہر ہوتے رہے ہیں۔ مجھے یاد ہے۔ ایک زمانہ میں جب میں جوان تھا تو وہاں میں مخالفوں کا جلسہ ہوا۔ انہوں نے اپنی تقریروں میں کہا کہ ہم بہشتی مقبرہ پر حملہ کریں گے اور احمدیوں کی قبریں کھود دیں گے۔ میں نے حفاظت کے لئے باہر سے آدمی منگوائے ہوئے تھے وہ زمیندار اور اَن پڑھ تھے۔ رات کو میں یہ دیکھنے کے لئے باہر گیا کہ یہ لوگ کیسے پہرہ دے رہے ہیں۔ میرے ساتھ مولوی

ذوالفقار علی خان صاحب گوہر مرحوم تھے۔ اچانک ایک پہریدار دوڑتا ہوا آیا۔ اور اس نے مجھے کمر سے پکڑ لیا۔ اور کہنے لگا یہاں آگے نہیں جانے دوں گا۔ کچھ دوست کہنے لگے۔ یہ خلیفۃ المسیح ہیں۔ وہ کہنے لگا۔ میں نہیں جانتا کہ یہ خلیفۃ المسیح ہیں۔

میری ڈیوٹی یہ ہے

کہ میں نے اس جگہ سے آگے کسی کو نہیں جانے دینا جب تک اس کو پاس ورڈ معلوم نہ ہو۔ یا اس نے ڈیوٹی کا بِلّا نہ لگایا ہوا ہو۔ میں نے ان دوستوں کو جنہوں نے یہ کہا تھا کہ یہ خلیفۃ المسیح ہیں۔ ڈانٹا اور کہا کہ اس شخص نے جو کچھ کیا ہے۔ درست کیا ہے۔ اس کی ڈیوٹی ہی یہی تھی کہ کسی کو آگے نہ گذرنے دے۔ پھر اس پہرے دار نے مجھے کہا۔ پاس ورڈ مقرر ہے۔ وہ مجھے بتائیں۔ خیر اس کا افسر دوڑا ہوا آیا اور اس نے پاس ورڈ بتایا۔ تب پہرے دار نے کہا۔ اب آپ اندر جا سکتے ہیں۔ میں نے اس شخص کی تعریف کی۔ اور کہا۔ یہ اس قابل ہے کہ اسے انعام دیا جائے۔ اس نے

بہت اچھا کام کیا ہے

تو ڈیوٹی کی ادائیگی اور تنظیم بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے ہی ہماری جماعت میں آئی ہے مگر پھر بھی بعض دفعہ بعض لوگ غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ مثلاً آج ہی ملاقات میں میں نے دیکھا ہے کہ باوجود اس کے کہ میں دیر سے جماعت کو سمجھا رہا ہوں کہ میں اب بوڑھا ہو گیا ہوں اور ضعیف ہو گیا ہوں پھر بھی بعض لوگ اظہارِ عقیدت کی وجہ سے اپنے گھٹنے میرے آگے ٹیک دیتے ہیں۔ اور مجھے آگے کو کھینچتے ہیں۔ ایک شخص نے تو میرے پاؤں پر اپنا گھٹنہ رکھ دیا جس کی وجہ سے کوئی دو گھنٹے درد رہی۔ وہ پاؤں گو بیماری سے متاثر نہیں ہے۔ مگر شاید

یہ بیماری کا اثر ہے

کہ اگر میرے دائیں طرف بھی جو بیماری سے متاثر نہیں ہے۔ چوٹ لگے۔ تو وہ بائیں طرف جو بیماری سے متاثر ہے اثر کرتی ہے۔ چنانچہ اس کے بعد میرے لئے ایک قدم چلنا بھی مشکل ہو گیا۔ اور اب بھی میں بڑی مشکل سے یہاں پہنچا ہوں۔ میری انگلیوں میں بھی درد ہوتی تھی اور کانٹے سے چبھتے تھے۔ تو ملاقات کے وقت

بہت احتیاط کرنی چاہیئے

ملاقات کرانے والوں کو بھی میں نے کئی دفعہ سمجھایا ہے۔ لیکن پھر بھی وہ اپنی اصلاح نہیں کرتے۔ میں نے انہیں بتایا تھا کہ مجھے بائیں طرف بیماری کا حملہ ہوا ہے۔ اگر تم ملاقات کرنے والوں کو میری بائیں طرف سے گزارو تو

آپ انہیں شکیہ نہیں ہوتا تھا کیونکہ بائیں طرف مجھے بیماری کا حملہ ہوا ہے اور بائیں آنکھ سے اچھی طرح نظر نہیں آتا۔ اسلئے ملاقات کرنے والوں کو میری دائیں طرف سے لایا گیا لیکن باوجود میرے سمجھانے کے وہ ملاقات کرنے والوں کو میری بائیں طرف سے ہی لاتے تھے۔ آپ میری آنکھیں تو کمزور ہیں۔ ملاقات کرنے والوں کی آنکھیں تو کمزور نہیں ہوتیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ میں نے اسے نہیں پہچانا۔ اس لئے وہ اور … عقیدت کا اظہار کرتا ہے کہ مجھے پہچان لیں۔ اگر

ملاقات کرنے والے

کو دائیں طرف سے لایا جائے تو اسے میرے چہرے سے پتہ لگ جائے گا کہ میں نے اسے پہچان لیا ہے۔ یوں تو میں کئی کئی سو شخص دن میں پڑھ لیتا ہوں مگر اس سال آنکھوں میں کچھ ایسی کمزوری پیدا ہو گئی ہے کہ میں چہرہ پہچانتا ہوں تو محض اس کی شیپ (Shape) کی وجہ سے پہچانتا ہوں۔ ورنہ چہرے کے اعضاء مجھے نظر نہیں آتے ہیں صرف اندازہ لگا کر پہچان لیتا ہوں کہ اس شکل کا فلاں شخص ہوتا تھا۔ تو دوستوں کو چاہیئے کہ ملاقات کے وقت بہت احتیاط سے کام لیں۔ کیونکہ اب میری نظر بھی کمزور ہے اور صحت بھی کمزور ہے۔ یہ عقیدت کے اظہار کا طریق نہیں۔ میں زجر نہیں کرتا۔ مگر شریعت اس کو گستاخی اور بداخلاقی قرار دیتی ہے مثلاً رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں بعض لوگ آتے تھے اور وہ بہت اونچی آواز سے باتیں کرتے تھے۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ یہ بے ادبی ہے۔ اور اس سے ایمان ضائع ہو جاتا ہے۔ (سورۃ حجرات ع ۱) اسی طرح قریب آ کر اور گھٹنے ٹیک کر بیٹھ جانا یہ بھی گستاخی ہے۔ بلکہ ڈر ہے کہ اس کا اثر ایمان پر بھی نہ پہنچ جائے۔

اب میں

دعا کر دیتا ہوں

دوست بھی دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ اس جلسہ کو بہت برکت والا کرے اور ہمارا اپنا جمع ہونا صرف پاکستان کی جماعت کے لئے ہی برکت والا نہ ہو۔ بلکہ ہمارے یہاں جمع ہونے کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ انگلینڈ اور یورپ کے دوسرے ممالک میں بھی برکتیں نازل کرے اور … اسلام کی اشاعت ہو جائے۔ برازیلین (ویسٹ افریقہ) کی جماعت نے لکھا ہے کہ ہم بھی یہاں سالانہ جلسہ کر رہے ہیں دعا کریں کہ خدا تعالیٰ ہمارے جلسہ سالانہ کو قبول فرمائے۔ … چار چار پانچ پانچ … میل سے لوگ

جلسہ میں شرکت

کے لئے آ رہے ہیں۔ وہ لوگ ہمارے جلسہ …

بڑا آئیں اور انہوں نے تو کہ … ہیں۔ ہم نئی نئی تنازہ ہوتی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے وہاں جماعت ترقی کر رہی ہے اور اب وہ جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں۔

دوست دعا کریں

کہ اللہ تعالیٰ ان کے جلسہ کو بابرکت کرے اور وہاں دور کے لوگوں کو احمدیت کی طرف توجہ پیدا ہو۔ وہاں اگرچہ جماعت کی تعداد تھوڑی ہے۔ مگر ملک کے وزراء بھی ہمارے جلسوں میں شریک ہوتے ہیں۔ اب بھی انہوں نے اطلاع دی ہے کہ آکسفورڈ یونیورسٹی نے چار طالب علم یہاں بھیجے ہیں اور انہیں کہا ہے کہ احمدیت کا مطالعہ کرو اور دیکھو کہ وہ افریقہ میں کس طرح بڑھ رہی ہے۔ وہ طالب علم مسجد میں بھی آئے اور انہوں نے مطالعہ کے لئے سلسلہ کی کتب بھی لیں۔ اسی طرح وہاں ہماری مسجد کا افتتاح ہوا تو اس تقریب میں ملک کا وزیر اعظم بھی شامل ہوا۔ اسی طرح ملکہ الزبتھ نیگوس میں آئیں تو وہاں انہوں نے سب سے مقدم ہمارے مبلغ کو ہی کیا۔ جس نے انہیں

قرآن شریف پیش کیا

جو انہوں نے بڑے اعزاز سے قبول کیا اور واپس جا کر شکریہ کا خط لکھا۔ غرض غیر ملکوں میں تعصب کم ہے۔ اس وقت بھی ہمارے جلسہ پر ایک امریکن عورت آئی ہوئی ہے۔ وہ مجھے ملی اور کہنے لگی۔ خلیل احمد ناصر میرا واقف ہے اس کے نام مجھے کوئی پیغام دے دیں۔ وہ ٹیپ ریکارڈر لائی ہوئی ہے۔ میں نے کہا میں اکیلے ناصر کے نام کیوں پیغام دوں گا۔ ساری جماعت کے نام پیغام دوں گا تاکہ وہ سب اس سے فائدہ اٹھائیں۔ کہنے لگی اچھی بات ہے آپ

ساری جماعت کے نام پیغام

دے دیں … پر سورۃ فاتحہ پڑھ کر … لے کر چلی گئی۔ (اور اس وقت وہ لاہور کے امریکن ہسپتال میں بیمار پڑی ہوئی ہے) اسی طرح امریکہ سے رسالہ کا ایک … ٹیپ ریکارڈر لے کر آیا۔ ہمارے مبلغ نے لکھا کہ وہ یہاں سے میری تقریر ریکارڈ کرنے کے ساتھ لے گیا ہے۔ وہ کہتا تھا کہ میں یہ تقریر امریکہ جا کر لوگوں کو سناؤں گا۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے بیرونی ممالک میں ترقی کے آثار ظاہر ہو رہے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہاں کے لوگوں کے دلوں سے بھی بغض اور کینہ کو ختم کرے اور انہیں صداقت پر غور کرنے اور سمجھنے کی توفیق بخشے تاکہ ان کے دل کی گرہیں کھل جائیں اور کل تک جو ہمارے مخالف تھے ہمارے بھائی بن جائیں — اب میں دعا کر دیتا ہوں سب دوست

رپورٹ اجلاس بزم حسن بیان منعقدہ ۲۳-۱-۵۹

قادیان ۲۳ رجنوری - آج بعد نماز عشاء مسجد مبارک میں محترم شیخ عبد الحمید صاحب عاجزؔ کی زیر صدارت بزم کا چوتھا اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت (مکرم عارف الدین صاحب) اور نظم (مکرم عبد الرحیم صاحب فانی) کے بعد خاکسار نے بزم کی رپورٹ پڑھ کر سنائی جس میں بزم کی رفتار ترقی کے بیان کے ساتھ احباب کو بزم کے پروگراموں کو زیادہ مفید اور دلچسپ بنانے کی طرف توجہ دلائی گئی تھی۔ اس کے بعد مکرم چوہدری محمود احمد صاحب عارف نے "خدمتِ قرآن" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے لئے جماعت احمدیہ کے قیام اور اس سلسلہ میں جماعت کے اہم فریضہ خدمت قرآن کی وضاحت کی اور خدمت قرآن کے وہ دس اصول سنائے جو محترم مولانا ابو العطاء صاحب فاضل کی طرف سے "الفرقان" میں شائع ہوئے ہیں۔ اس کے بعد مکرم منشی عبد الرحیم صاحب فانی نے "مالی قربانیاں" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے ممتاز … کی وضاحت تفسیر کبیر کی روشنی میں فرمائی۔ ان کے بعد مکرم سید محمد شریف صاحب نے اپنی ایک نظم سنائی جس میں درویشان اور درویشی کے بارہ میں انہوں نے اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا۔

تیسری تقریر مکرم ملک نذیر احمد صاحب پشاوری نے "آدم اور ابلیس" پر کی جس میں انہوں نے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی عظیم الشان تقریر "سیر روحانی" کی روشنی میں بتایا کہ حضرت آدم نسل انسانی میں سے ایک فرد تھے۔ نہ کہ پہلے انسان۔ اور ابلیس بھی نسل انسانی کا ایک فرد تھا جو اپنے ابا اور استکبار کی وجہ سے راندہ درگاہ قرار پایا۔

آخری تقریر مکرم چوہدری محمد طفیل صاحب نے "تبلیغ کی اہمیت" پر پنجابی زبان میں فرمائی جس میں جماعت احمدیہ اور تبلیغ کو لازم و ملزوم قرار دیتے ہوئے احباب کو تبلیغ کی طرف توجہ دلائی۔ اور تبلیغ کی کامیابی کے بعض واقعات بیان کئے۔

آخر پر صاحب صدر محترم عاجزؔ صاحب نے بزم کے پروگراموں کو کامیاب بنانے اور جماعت احمدیہ کے تبلیغی جماعت ہونے کی وجہ سے دوستوں کو اپنے اندر تبلیغی ذوق اور ملکہ پیدا کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ بعد دعا جلسہ کی کارروائی ½9 بجے ختم ہوئی۔

خاکسار فیض احمد گجراتی

سیکرٹری بزم حسن بیان - قادیان

محترم جناب سیٹھ محمد سعید یوسف صاحب کا انتقال

ربوہ ۲۴ رجنوری محترم جناب سیٹھ محمد یوسف صاحب کل مورخہ ۲۳ رجنوری ۱۹۵۹ء بروز جمعہ فجر کے وقت لاہور میں تقریباً ۶۲ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت سیٹھ ابوبکر یوسف صاحب مرحوم رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے اور حضرت سیدہ ام وسیم احمد صاحب حرم سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ کے برادر اکبر تھے۔ آپ تقریباً ایک ماہ سے اعصابی کمزوری کے باعث بیمار چلے آ رہے تھے گذشتہ ایک ہفتہ سے حالت بہت تشویشناک ہو گئی تھی۔

آج صبح ½9 بجے سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز جنازہ پڑھائی جس میں احباب جماعت کثیر تعداد میں شریک ہوئے۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند فرمائے اور جنت الفردوس میں جگہ دے۔ نیز پسماندگان کا دین و دنیا میں حامی و ناصر ہو آمین۔ ادارہ بدر ان سب سے اظہار تعزیت کرتا ہے۔

درخواست دعا

میرا لڑکا اختر احمد اب بھی سخت بیمار ہے۔ آج قریب ۲۲ دنوں سے کندرا پاڑہ ہسپتال میں داخل ہے۔ درویشان قادیان و احباب کرام سے التجا ہے کہ دردِ دل سے خدا تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ جلد از جلد شفا فرما دے۔ ابھی لڑکا بہت ہی کمزور ہو گیا ہے۔ احباب کرام دعائیں جاری رکھیں۔ بخار بہت زیادہ ہے۔

خاکسار
محمد لطیف الرحمٰن …
حال مقیم کندرا پاڑہ ہسپتال
کٹک (اڑیسہ)

میرے ساتھ دعا میں شامل ہو جائیں۔
اس کے بعد حضور نے حاضرین سمیت لمبی دعا فرمائی اور پھر حضور نعرہ ہائے تکبیر کے درمیان واپس تشریف لے گئے۔

ذکرِ حبیب علیہ السلام

جلسہ سالانہ ربوہ کے موقعہ پر حضرت مرزا شریف احمد صاحب مدظلہ العالی کی تقریر

(۳)

دلچسپ واقعات کے اعتبار سے حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کا ایک اور واقعہ بیان کر دیتا ہوں۔ غالباً سنہ ۱۹۰۱ء میں وہ ہجرت کر کے قادیان آ گئے تھے۔ ابتداء میں رہائش آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مکان کے مشرقی طرف کچے مکانوں میں اختیار کی تھی۔ اس کے بعد آپ نے مہٹالہ سے پختہ اینٹیں منگوا کر علیحدہ مکان بنوا لیا تھا جس میں آپ عرصہ دراز تک رہتے رہے۔ ان دنوں قادیان میں ابھی پختہ نہیں بنا تھا محض آوے میں چھوٹی چھوٹی اینٹیں تیار ہوتی تھیں۔ میری یاد داشت کے مطابق قادیان میں نئی اینٹوں کا یہ پہلا پختہ مکان تھا۔ اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جب منارۃ المسیح کی تعمیر کا خیال پیدا ہوا تو پھر جا کے باغ کے جانب مشرق ایک بھٹہ بنایا گیا تھا۔ کچھ عرصہ بعد جب انجمن نے مرزا افضل بیگ صاحب سے کچھ اراضیات خرید یں۔ تو حضرت نواب صاحب نے بھی دس گھماؤں زمین خرید کر ایک علیحدہ کوٹھی بنوالی۔ اسی کوٹھی کا نام دارالسلام ہے۔ یہیں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ کی وفات ہوئی تھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں اس کوٹھی کا صرف ایک حصہ تعمیر ہوا تھا تکمیل بعد میں ہوئی تھی۔ حضور کی زندگی میں نواب صاحب اس کوٹھی میں منتقل نہیں ہوئے تھے۔

سنہ ۱۹۰۵ء کے موسم بہار میں جب کانگڑہ کا زبردست زلزلہ آیا تھا تو اس وقت میں سو رہا یا قریباً سونے کی کیفیت میں تھا صبح کے وقت نماز کے قریب ہی زلزلہ آیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ قریباً نصف گھنٹے تک اس کے جھٹکے محسوس ہوتے رہے تھے جب تک یہ جھٹکے رہے حضرت مسیح موعود علیہ السلام مکان سے باہر نہیں گئے بلکہ اندر ہی رہے۔ اور کثرت سے استغفار کرتے رہے۔ گھر کے باقی لوگ اس حصہ مکان میں تھے جس میں بعد میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی حرم اول رہا کرتی تھیں۔ اس زلزلہ کے بعد ہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے باغ میں تشریف لے گئے تھے۔ اور کافی عرصہ تک وہیں رہے حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ حضرت نواب صاحب رضی اللہ عنہ اور حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ بھی آپ کے ساتھ تھے۔ اس وقت مدرسہ بھی جو بالکل ابھی ابتدائی حالت میں تھا باغ میں ساتھ چلا گیا تھا۔ مجھے یاد ہے کہ انہی دنوں طاعون کا موسم بھی تھا۔ اور چوہدری حاکم علی صاحب جو چک نمبر ۹۹ پنیار ضلع سرگودھا کے رہنے والے تھے قادیان آئے تھے جب انہوں نے اپنے ٹھہرنے کے متعلق دریافت کیا تو حضور نے فرمایا کہ آپ ہمارے شہر والے مکان میں چلے جائیں اس کے متعلق تو اللہ تعالیٰ نے طاعون سے قائم طور پر محفوظ رکھنے کا وعدہ بھی ہم سے کیا ہے۔

یہ بات میں نے اس لئے بھی خاص طور پر کہی ہے کہ بعض دوستوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو سکتا ہے کہ عین طاعون کے دنوں میں حضور اس مکان کو چھوڑ کر باغ میں کیوں چلے گئے تھے جس کے متعلق حفاظت کا خاص خدائی وعدہ موجود تھا۔ سو اس بارہ میں یاد رکھنا چاہیئے کہ حضور طاعون سے بچنے کی خاطر اس مکان کو چھوڑ کر باغ میں نہیں گئے تھے۔ بلکہ یہ جانا محض زلزلہ کی وجہ سے تھا۔ ورنہ چوہدری حاکم علی صاحب کو بھی ایسا نہ فرماتے اسی طرح طاعون تو زلزلہ سے پہلے بھی تھی اور بعد میں بھی اس کے اثرات رہے۔ ان دنوں حضور کی رہائش اسی الدار میں تھی۔ باقی جہاں تک دوسرے ظاہری اسباب کا تعلق ہے حضور ان کی رعایت بھی ضرور رکھتے تھے چنانچہ حضور اپنے مکان کے نچلے صحن میں لکڑیوں کا ڈھیر لگوا کر اس میں آگ جلوا دیا کرتے تھے۔ تاکہ ہوا وغیرہ درست ہو جاتے۔ اور جراثیم اگر ہوں تو مرتے رہیں۔ اسی طرح ایک بڑی انگیٹھی کوئلوں کی ہوا کرتی تھی وہ بھی اس غرض کے لئے اوپر کی منزل میں ہوا کرتی تھی۔ اور بسا اوقات کمروں میں گندھک وغیرہ کی دھونی وغیرہ کا انتظام بھی ہوتا تھا۔ گویا "الدار" میں خاص طور پر رہائش سے جہاں حضور کو خدا تعالیٰ کے حفاظت کے خاص وعدہ پر کلی یقین تھا۔ وہاں الٰہی منشاء کے مطابق حضور اس حد تک ظاہری اسباب کی رعایت کو بھی ہمیشہ اختیار فرماتے تھے۔ جس حد تک قانونِ قدرت اس کا متقاضی ہے۔ اور جس حد تک کسی الٰہی نشان کے اشتباہ کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں ایسے بہت سے واقعات ملتے ہیں کہ کوئی شخص آپ کی مجلس میں آیا اور ادھر اس کے دل میں کوئی خیال یا سوال پیدا ہوا اور ادھر حضرت اقدس نے اسی کے متعلق تقریر شروع فرما دی۔ اس وقت ایک کشمیری دوست حاجی عمر ڈار صاحب ناسنوری کا واقعہ میرے ذہن میں ہے۔ یہ حاجی صاحب خواجہ محمد عبد اللہ صاحب دکاندار گول بازار ربوہ کے نانا تھے کشمیر سے حج کی غرض سے روانہ ہوئے تو پنجاب آ کر پتہ چلا کہ کسی وبا کے پھوٹنے کی وجہ سے حکومت نے حج پر جانے والوں کے لئے پابندی لگا دی ہے۔ اس پر وہ واپس کشمیر جانے کا پروگرام بنا رہے تھے۔ کہ حضرت مولوی عبد الکریم صاحب رضی اللہ عنہ سیالکوٹی جو کشمیر سے ان کے واقف تھے۔ غالباً سیالکوٹ میں ان سے ملے انہوں نے تمام حالات سننے کے بعد کہا کہ آؤ میں تمہیں ایسی جگہ لے چلوں جہاں تمہاری حج کی نیت بھی پوری ہو جائے گی۔ چنانچہ حضرت مولوی صاحب رضی اللہ عنہ ہی انہیں ساتھ لے کر قادیان آئے۔ حضور کی مجلس میں جونہی یہ پہنچے حضور نے آیت قرآنی ان اللّٰہ یامرکم بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربیٰ کا درس شروع فرما دیا۔ اور آپ نے فرمایا کہ بعض لوگ ساری نیکیاں بجا لاتے ہیں۔ صوم و صلوٰۃ کی پابندی بھی کرتے ہیں۔ زکوٰۃ بھی دیتے ہیں۔ اور حج کا ارادہ بھی رکھتے ہیں۔ مگر اپنے بہن بھائیوں اور رشتہ داروں کا خیال نہیں رکھتے۔

یہ عجیب اتفاق کی بات ہے کہ حاجی عمر ڈار صاحب ایک مدت سے اپنے چھوٹے بھائی لسّی ڈار کا حصہ جائداد دبائے بیٹھے تھے۔ اور نہیں دیتے تھے۔ اس وعظ سے ایسے متاثر ہوئے کہ قادیان سے ہی انہوں نے اپنے بھائی کے نام انہیں جائداد کا حصہ دینے کا خط لکھ دیا۔ اور کشمیر جاتے ہی عملاً بھی اس کا حصہ ادا کر دیا۔

یہ اس تاثیر قدسیہ کی ایک معمولی سی مثال ہے جو اللہ تعالیٰ کے ماموروں اور برگزیدہ انسانوں کو عطا کی جاتی ہے کہ

ساعتے در صحبتِ اہلِ صفا
بہ ز صد سالہ عبادت بے ریا

کہ اللہ تعالیٰ کے پیاروں اور دوستوں اور اس کے ساتھ صدق و صفا کا تعلق رکھنے والوں کی صحبت اور مجلس کا ایک لمحہ اور ایک ساعت بھی اپنے روحانی اعتبار سے انسان میں وہ انقلاب پیدا کر سکتی ہے جو صد سالہ عبادات اور ریاضت کے ذریعہ بھی نہیں ہو سکتا۔ یہی وہ حکمت ہے جس کے پیش نظر قرآن مجید نے صادقین کی معیت اور صالحین اور خدا کے نیک بندوں کی رفاقت اور صحبت پر زور دیا ہے۔ دوستوں کو یہ باتیں اپنے کردار میں عملاً پیدا کرنی چاہئیں

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنے مخلصین اور ماننے والوں کی اصلاح اور نیکیوں میں ان کی ترقی کے لئے جو خواہش اور تڑپ رہتی تھی وہ تو ایک بے مثال چیز ہی ہے۔ حضور ان لوگوں کی اصلاح کے لئے بھی ہمیشہ کوشاں رہا کرتے تھے جو کسی زمانہ میں حضور سے ارادت و عقیدت رکھتے رہے تھے۔ لیکن بعد میں شامتِ اعمال سے ان کی ایمانی حالت میں فرق آ گیا تھا۔ ایسے ہی لوگوں میں میر عباس علی لدھیانوی تھے۔ اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی بھی انہی لوگوں میں سے تھے۔ جو پہلے حضور کے ساتھ نہایت محبت اور ودّ کا دعوے رکھتے تھے لیکن بعد میں ان کی یہ حالت نہیں رہی تھی۔ ایسے لوگوں کی اصلاح اور واپسی کے لئے بھی حضور ہمیشہ اپنے دل میں تڑپ محسوس کرتے رہے اور اس کے لئے عملی کوشش فرماتے رہے۔

میر عباس علی صاحب لدھیانوی کے متعلق مجھے معلوم ہے کہ ایک دفعہ حضور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کپورتھلوی کو فرمایا تھا۔ کہ آپ کے ساتھ ان کے تعلقات رہے ہیں۔ لہذا آپ ان کو جا کر سمجھائیں۔ چنانچہ قادیان سے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ ایک دفعہ لدھیانہ اس غرض کے لئے گئے بھی تھے۔ بلکہ اسی واقعہ کے سلسلہ میں ایک لطیفہ بھی ہے۔ گو یہ محض لطیفہ ہی نہیں بلکہ ایک ایمان افروز بات بھی ہے کہ اسی موقعہ پر جب منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو حضور یہ جانے اور جا کر میر عباس علی صاحب کو سمجھانے کا ارشاد فرما رہے تھے حضور کا ایک ذاکر پیرا نامی بھی موجود تھا۔ اپنے حواس کے اعتبار سے یہ شخص متوازن نہیں تھا۔ ایک مجذوبانہ سی کیفیت رکھتا تھا۔ سودا سلف بازار سے لایا کرتا تھا۔ جب حضور نے حضرت منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ کو لدھیانہ جانے کے لئے کہا تو اس نے بھی بڑھ کر عرض کیا کہ حضور مجھے بھی اجازت دیں۔ میں بھی جا کر میر صاحب کو سمجھاؤں۔ چنانچہ حضور نے فرمایا کہ اچھا تم بھی منشی صاحب کے ساتھ چلے جاؤ۔ چنانچہ پھر یہ دونوں وہاں گئے تھے۔ وہاں جا کر بھی یہ لطیفہ ہوا کہ پیرا نے منشی ظفر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سے کہا کہ پہلے مجھے سمجھا لینے دیں۔ چنانچہ پیرا نے میر عباس علی سے بات کی۔ اور اپنے فہم کے مطابق بات کرتے ہوئے کہا کہ میر صاحب آپ واپس آ جائیں۔ میں جس طرح دوسرے مہمانوں کے لئے کھانا لا کر دیا کرتا ہوں" طرح آپ کو لا کر دیا کروں گا۔ اسی طرح آپ کو پہلے بھی جو پیسے میں دیتا رہا ہوں اب بھی لا کر دیا کروں گا۔ اس کے بعد منشی صاحب رضی اللہ عنہ نے بھی ان کو سمجھایا۔ لیکن جس طرح سال گذشتہ میں نے بیان کیا تھا۔ یہ میر عباس علی کی شامتِ اعمال تھی کہ اب ان کی واپسی کا وقت گذر چکا تھا۔

اسی طرح مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی کے متعلق مجھے یاد ہے کہ حضور کو یہ تڑپ رہتی تھی کہ مولوی صاحب راہ راست پر آ جائیں۔ اس ضمن میں مجھے یاد ہے کہ ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بٹالہ تشریف لے گئے۔ اور دوستوں کے علاوہ شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم بھی آپ کے ساتھ تھے۔ انہوں نے قیام گاہ کے قریب ہی مولوی محمد حسین

کو پھرتے دیکھا تو آکر حضرت خلیفۃ المسیح سے ذکر کیا۔ آپ نے شیخ صاحب کو فرمایا۔ کہ آپ کسی طرح ان کو یہاں لے آئیں۔ شیخ یعقوب علی صاحب مرحوم مولوی محمد حسین صاحب سے پرانے ملنے والے تھے۔ بے تکلفی سے انہیں اپنے ساتھ کوٹھی میں لے آئے۔ لیکن جونہی مولوی صاحب کو پتہ لگا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی وہاں موجود ہیں دوسری طرف سے نکل گئے۔ شیخ صاحب نے بے تکلفی سے کہا۔ مولوی صاحب اب تو ایمان لے آئیں۔ اس پر مولوی محمد حسین صاحب کا جواب یہ تھا کہ

"اگر مرزا صاحب زندہ ہوتے
تو میں ضرور بیعت کر لیتا۔ اب
ان کے بعد نوجوانوں کی کیا
بیعت کرنی ہے"

وقت قریباً ختم ہو گیا ہے۔ ایک اور روایت دوستوں کو سنا کر اپنی تقریر ختم کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی میں میں نے بارہا محسوس کیا ہے کہ حضور اپنے پاس آنے والے مہمانوں اور دوستوں کو زیادہ سے زیادہ دیر تک ٹھہرنے اور قیام کرنے کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ متعدد پرانے صحابہ مثلاً حضرت منشی روڑے خاں صاحب حضرت مولوی عبد اللہ سنوری صاحب، حضرت منشی ظفر احمد صاحب کپورتھلوی، حضرت مفتی محمد صادق صاحب اور اسی طرح کئی اور دوستوں کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔ کہ وہ جب آتے اور واپس جانے لگتے۔ تو حضور انہیں مزید ٹھہرنے کا ارشاد فرماتے۔ چنانچہ ایسے دوست اور زیادہ قیام کرتے اور حضور کے فیض صحبت سے مالا مال ہوتے۔ یہ امر جہاں حضور کی اس شفقت و محبت کی دلیل ہے جو حضور کو اپنے خدام اور مخلصین سے تھی۔ وہاں دراصل اس خواہش اور کوشش کی بھی شاہد ہے۔ جو حضور اپنے خدام کے اندر ایک روحانی تغیر پیدا کرنے کے لئے کر رہے تھے روحانی تغیر اور ایمان کے اعلیٰ مدارج تک پہنچنے کے لئے صرف کتابیں اور لٹریچر اور تقاریر ہی کافی نہیں بلکہ وہ مقام جو کسی مامور من اللہ یا کسی برگزیدہ خدا کے فیض نظر سے ایک لمحہ میں کسی شخص کو حاصل ہو سکتا ہے۔ ناممکن ہے کہ وہ سینکڑوں سالوں میں بھی ہزاروں علمی کتابوں کے پڑھنے اور سننے سے حاصل ہو سکے۔ امام اور مرکز سے دلی لگاؤ ہی اصل ایمان کو ترقی دینے کے لئے دو بڑے اہم اسباب ہیں اور ہماری جماعت کے دوستوں کو ان دونوں کی اہمیت یقیناً پہلے سے بہت بڑھ کر محسوس کرنی چاہئے۔ آجکل مادیت کی لہریں پھر زور سے سر اُٹھا رہی ہیں اور دنیا داری کے خیالات خصوصاً نوجوان نسلوں کے ذہن میں پرورش پانا شروع ہو گئے ہیں

ان دونوں کا مؤثر علاج یہ ہے کہ امام جماعت، نظام جماعت اور مقام جماعت یعنی مرکز سے گہری وابستگی اور دلبستگی پیدا کی جائے اور ان کے لئے دلوں میں ایک خاص محبت کا جوش لہریں مارنا شروع کر دے ــــ یہ چیزیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر میسر نہیں آتیں۔ تاہم اس کے فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی کچھ نہ کچھ کوشش اور ہمت کی ضرورت ضرور ہے۔

جماعت کے دوستوں کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر ان چیزوں کو خاص طور پر پیدا کرنے کی کوشش کریں۔ اور یہ کوشش صرف اپنے تک ہی محدود نہ رکھیں کہ یہ مومن کی صحیح شان کے خلاف ہے۔ بلکہ دوسروں تک وسیع کریں اور خصوصاً بڑی عمر کے وہ لوگ جنہوں نے روحانی تجارب اور ثمرات سے زیادہ حصہ پایا ہے۔ وہ نوجوانوں اور آئندہ نسلوں کے لئے اس سلسلہ میں عملی نمونہ پیش کریں۔ امام کے وجود اور مرکز سے افراد کی محبت اور وابستگی ہی دراصل مادیت کے تند و تیز طوفانوں میں انسانی ایمان کو محفوظ رکھنے والی کشتی نوح ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق بخشے۔ ہم سب کا خود حافظ و ناصر ہو۔ ہمارا انجام بخیر کرے اور ہمیں اور ہماری آئندہ تمام نسلوں کو ہمیشہ حق و صداقت اور نیکی اور تقویٰ شعاری پر قائم رکھ کر ان انعامات سے نوازتا رہے۔ جو اس نے اپنی عالی بارگاہ میں ایسے لوگوں کے لئے مقدر کر رکھے ہیں۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

واٰخر دعوٰنا ان الحمد
للہ رب العالمین۔

خانپور ملکی (بہار) میں تبلیغی جلسے

(۱)

مورخہ ۸ر جنوری ۵۹ء تین بجے بعد دوپہر غازی پور میں پبلک لائبریری کے سامنے زیر صدارت مکرم سید محمد عاشق حسین صاحب صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی ایک تبلیغی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے قریباً ایک گھنٹہ "حضرت مسیح موعود علیہ السلام عاشق محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صادق" کے موضوع پر تقریر فرمائی۔ آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے منظوم و منثور کلام سے اپنے مضمون کی وضاحت فرمائی۔ بعد ازاں مختصر تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد خاکسار نے قریباً پونے دو گھنٹہ تک موجودہ زمانہ کے متعلق قرآن کریم کی پیشگوئیاں اور ان کا ظہور نیز ختم نبوت کی حقیقت کے موضوع پر تقریر کی۔ بعد دعا بخیر و خوبی اجلاس برخواست ہوا۔ کثیر تعداد میں غیر احمدی دوست جلسہ گاہ میں اور جلسہ گاہ سے باہر جلسہ کی کارروائی اطمینان سے سنتے رہے۔ شامیانہ اور لاؤڈ سپیکر کا انتظام بھی بہت اچھا تھا۔

(۲)

مورخہ ۹ر جنوری ۵۹ء بعد نماز مغرب خانپور ملکی متصل مسجد احمدیہ ایک تبلیغی اجلاس منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم مولوی بشیر احمد صاحب خادم نے معیار نبوت کے موضوع پر اور خاکسار نے صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے موضوع پر تقاریر کیں۔ لاؤڈ سپیکر کا اس جلسہ میں بھی نہایت اچھا انتظام کیا گیا تھا۔ یہ اجلاس بھی محترم صدر جماعت احمدیہ خانپور ملکی کے زیر صدارت انجام پذیر ہوا۔ بعد دعا بخیر و خوبی اجلاس برخواست ہوا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

(۳)

مورخہ ۱۱ر جنوری ۵۹ء صبح نو بجے سید عاشق حسین صاحب کے مکان پر ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا جس میں مکرم خادم صاحب اور خاکسار نے تلاوت و نظم کے بعد تربیتی امور کے متعلق تقاریر کیں۔ بعد دعا بخیر و خوبی اجلاس برخواست ہوا۔ بعد اجلاس غازی پور کے ایک نوجوان بیعت کر کے داخل سلسلہ ہوئے۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

احباب جماعت سے نومبائع کی استقامت اور احمدیت کے لئے مفید وجود بننے کے لئے درخواست دعا ہے۔ جماعت احمدیہ خانپور ملکی اور غازی پور نے ہر طرح سے تبلیغی اور تربیتی امور میں تعاون کیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء۔

احباب جماعت احمدیہ سے جماعت مذکورہ کی روحانی جسمانی ترقیات کے لئے دردمند دل سے درخواست دعا ہے۔

خاکسار عبد الحق فضل مبلغ سلسلہ احمدیہ بھاگلپور

ہمشیرۂ درویش

مجھے یہ المناک اطلاع ملی ہے کہ میری حقیقی ہمشیرہ کا سیالکوٹ (پاکستان) میں انتقال ہو گیا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ ارشاد خداوندی کل نفس ذائقۃ الموت کے ماتحت ہر ایک نے دنیا سے گذر جانا ہے مگر بقول شخصے ؎

یُوں بھی فانی تو بھی فانی سب ہیں فانی دہر میں
اک قیامت ہے مگر مرگِ جوانی دہر میں

اس ہمشیرہ سے مجھے دو وجوہ کی بناء پر زیادہ اُلفت تھی (۱) ۱۹۴۷ء کے انقلابی دور میں اس ہمشیرہ نے میرے لئے درویشی کو آسان بنا دیا۔ میرے بچے عزیز منیر احمد کی عمر اس وقت صرف تین چار ماہ کی تھی کہ اُس کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ بظاہر اس کی پرورش کا کوئی سامان نہ تھا۔ وہ وقت کس مپرسی کا تھا۔ مگر میری اس ہمشیرہ نے اس بچے کو لے لیا اور مجھے قادیان و سلسلہ کی خدمت کے لئے فارغ کر دیا۔ اس کا یہ اتنا بڑا احسان ہے کہ میں قومی نقطۂ نگاہ سے اسے بھول نہیں سکتا اور نہ ہی اس احسان کا بدلہ دے سکتا ہوں۔

(۲) دوسرا واقعہ والدہ صاحبہ مرحومہ سنایا کرتی تھیں کہ جب یہ بچی دودھ پیتی تھی تو میرا (خاکسار خورشید کا) ایک پاؤں بالکل جل گیا حالت نازک اور اضطراب والی تھی۔ والدہ نے آدھا دودھ بچی کو اور آدھا مجھے پلانا شروع کیا (یہ ہمشیرہ مجھ سے دو اڑھائی برس چھوٹی تھی) میں نے اسی مناسبت سے اسے "ہمشیرۂ درویش" کہا ہے۔ کیونکہ ہم دونوں حقیقی معنوں میں ہمشیر ہیں۔ اور اصلی معنوں میں ایک درویش کی بہن تھیں۔

ہمارے گھر میں ایک چبوترہ نماز کے لئے مخصوص تھا۔ ہمشیرہ صاحبہ پابندی سے نمازیں ادا کرتی اور قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتی تھی۔ گھر کا سارا انتظام اس کے ہاتھ میں رہتا تھا۔ جب اپنے سسرال گئیں تو وہ گھر پہلے سے خوشحال ہو گیا۔ اب وہ خدا تعالیٰ کو پیاری ہو گئی ہیں۔ اپنی یادگار چار لڑکے چھوڑے ہیں۔ سب سے بڑا نو برس کا اور سب سے چھوٹا دو تین برس کا ہے۔ میرا بچہ بھی شروع سے اب تک انہی کے پاس ہے۔ اس کے لئے ماں باپ دادا اور گھر بار سب یہی لوگ ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہت بہت جزا دے۔ آمین۔

مجھے دوبارہ ۱۹۴۷ء کا بچے کی پرورش کا غم ستا رہا ہے۔ کیونکہ اب بھی بظاہر اس کی پرورش کا کوئی سامان نہیں۔ احباب میری ہمشیرہ کے لئے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ اُسے جنت الفردوس میں جگہ دے اور پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ اور مجھے غم سے نجات بخشے اور سلسلہ کی خدمت کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

خاکسار خورشید احمد پربھاکر پارٹ فرسٹ بی۔ اے
"احمدی" شاہجہانپور۔ یو۔ پی۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تائید میں آسمانی نشانات

(از مکرم ابو البشارت مولوی عبد الغفور صاحب فاضل مربی سلسلہ احمدیہ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصدیق کے لئے ایک زبردست آسمانی نشان جس کے اظہار میں کسی انسانی ہاتھ یا اس کی کسی تدبیر اور کسی قسم کے منصوبہ کا کوئی دخل نہیں ہو سکتا۔ وہ اپنی معیّنہ شرائط کے ساتھ کسوف وخسوف کا نشان ہے۔

یہ نشان بھی ایک ایسا اہم اور فیصلہ کن آسمانی نشان ہے کہ اس کے ظہور کے بعد بجز حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور کوئی شخص اس زمانہ کا مامور کہلانے کا مصداق نہیں ہو سکتا۔

دراصل یہ تمام نشانات ایک دوسرے کے ساتھ ایسا گہرا تعلق اور جوڑ رکھتے ہیں جیسے ایک زنجیر کی کڑیاں ایک دوسری سے اس طرح وابستگی اور جوڑ رکھتی ہیں۔ کہ اگر کوئی ایک کڑی توڑ دی جاوے تو زنجیر اپنی اصلی حالت میں نہ رہ سکے۔ اور اگر اسکی معیّنہ کڑیوں میں کسی اور کا اضافہ کرنا چاہیں تو وہ زنجیر کی جزو بن سکے۔

الفضل کے جلسہ سالانہ نمبر میں نشان اوّل کے ذکر میں بتایا جا چکا ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے عالم الغیب قادر خدا سے خبر پاکر یہ فرما دیا تھا کہ آئندہ قیامت تک اُمتِ محمدیہ کی اصلاح کے لئے جو بھی مامور و مرسل مبعوث کیا جائے گا۔ اسے صدی کے سر پر ہی مبعوث کیا جائے گا۔

اسی طرح اللہ تعالےٰ کے حبیب پاک حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے علیم وخبیر خدا سے خبر پاکر آئندہ صدی کے سر پر آنے والے بزرگان میں سے ایک مامور کو امام مہدی کے لقب سے سرفراز فرمایا۔ اور ساتھ ہی اس امام پاک کے دعوے کی تصدیق کے لئے اس کی بعثت کو چودھویں صدی کے ساتھ وابستہ کرکے دو ایسے عظیم الشان، اچھوتے اور بے مثال آسمانی نشانوں کا ذکر فرمایا کہ جن کی نظیر زمین وآسمان کی پیدائش سے نہ کبھی پائی گئی اور نہ قیامت تک مل سکے گی۔ حدیث کی کتاب دار قطنی میں لکھا ہے:۔

ان لمھدینا اٰیتین
لم تکونا منذ خلق
السمٰوٰت والارض
ینخسف القمر لاول
لیلۃ من رمضان
وتنکسف الشمس
فی النصف منہ۔

یعنی ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں اور یہ دونوں نشان جب سے زمین وآسمان پیدا کیا گیا کبھی ظاہر نہیں ہوئے۔ یعنی رمضان کے مہینہ میں چاند اور سورج دونوں کو گرہن لگ جائے گا۔ چاند کو تو اس کے گرہن کی مقررہ تاریخوں میں سے پہلی رات یعنی ۱۳ تاریخ کو گرہن ہوگا (کیونکہ چاند کے لئے ۱۳-۱۴-۱۵ تاریخیں ہی گرہن کے لئے ازل سے مقدر ومقرر ہیں) اور سورج کو اس کی مقررہ تاریخوں میں سے درمیانی تاریخ یعنی ۲۸ تاریخ کو گرہن لگے گا (کیونکہ سورج کے لئے ۲۷-۲۸-۲۹ تاریخیں گرہن لگنے کے لئے ہمیشہ مقدّر ومقرر ہیں) حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بیان فرمودہ اس بزرگ نشان میں ایک اہلِ بصیرت رکھنے والے انسان کے لئے مندرجہ ذیل امور اس نشان کی اہمیت کو واضح کرنے والے نظر آئیں گے (۱) ایک مدعی مہدویت کا دعویٰ۔ (۲) موعود امام مہدی کا اپنے آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا۔ (۳) امام وقت کے دعوے کے بعد رمضان المبارک کے مہینہ میں گرہن کا وقوع پذیر ہونا (۴) گرہن دونوں نیّرین یعنی سورج اور چاند کو لگنا (۵) چاند کا گرہن ۱۳ تاریخ کو اور سورج کا گرہن ۲۸ تاریخ کو وقوع پذیر ہونا۔

اس آسمانی نشان کی عزّت وعظمت بڑھانے والی مذکورہ بالا شرائط آپس میں ایسا ربط رکھتی ہیں کہ آئندہ کسی شخص کو جھوٹے طور پر ان کی موجودگی میں دعوے کرنے کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیونکہ اگر کوئی انسان اپنی شوخی سے دعوےٰ کر بھی دے تو اس کے اختیار میں ہرگز یہ امر نہیں کہ وہ خدا تعالیٰ کو دھوکہ دے کر سورج اور چاند کا گرہن بھی تصدیق کے لئے کروا لے۔ بلکہ یہ اچھوتا اور یکتا اور بے نظیر آسمانی نشان صرف اسی کے لئے ظاہر کیا جا سکتا ہے۔ جو سچ مچ علیم وخبیر خدا کے نزدیک اپنے زمانہ کا امام اور فی الحقیقت حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا خادم اور آپ کے لائے ہوئے دین کی خدمت کرنے والا امام وقت ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے:۔

"کیا آپ لوگوں کے نزدیک اس اعلےٰ درجہ کی پیشگوئی پر بجز خدا کے رسولوں کے کوئی اور بھی قادر ہو سکتا ہے۔ اور اگر نہیں ہو سکتا تو کیوں اس بات کا اقرار نہیں کرتے کہ قرآنی شہادت کے رُو سے یہ حدیث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ اور اگر آپ لوگوں کے نزدیک ایسی پیشگوئی پر کوئی دوسرا بھی قادر ہو سکتا ہے تو پھر آپ اس کی نظیر پیش کریں جس سے ثابت ہو کہ رسول کے سوا کسی اور نے کبھی یہ پیشگوئی کی ہو کہ ایک زمانہ آتا ہے جس میں فلاں مہینے میں چاند اور سورج کا خسوف کسوف ہوگا اور فلاں فلاں تاریخوں میں ہوگا ...... اور اس صورت کا نشان ابتداء سے آخر تک کبھی دنیا میں ظاہر نہیں ہوا ہوگا۔ اور میں دعوےٰ سے کہتا ہوں کہ آپ ہرگز اس کی نظیر پیش نہیں کر سکیں گے۔"

درحقیقت آدمؑ سے لے کر اس وقت تک کسی نے اس قسم کی پیشگوئی نہیں کی۔ یہ پیشگوئی چار پہلو رکھتی ہے۔ یعنی

(۱) چاند کا گرہن اس کی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات کو ہونا۔

(۲) سورج کا گرہن اس کے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں ہونا۔

(۳) تیسرے یہ کہ رمضان کا مہینہ ہونا۔

(۴) مدعی کا موجود ہونا۔

معزز ناظرین! اس بزرگ نشان کو جلسہ سالانہ نمبر میں بیان کردہ نشان کے ساتھ ملائیں تو اس کی ارفع ترتیب وتنظیم ایسے رنگ میں ظاہر وباہر ہو جاتی ہے کہ ان کا دائرہ کسی مفتری اور غیر مستحق کو اپنے دائرہ کے اندر داخل ہونے ہی نہیں دیتا۔ کیونکہ ان کا تسلسل تعلق اس طرح ہو جائے گا۔

(۱) صدی کا سر ہو (۲) اس وقت مامور کی عمر چالیس سال ہو (۳) وہ امام مہدی ہونے کا مدعی ہو (۴) اور اپنے آپ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرکے آپؐ کے دین کی خدمت کا مدعی ہو (۵) چودھویں صدی کے سر پر آئے (۶) اس امام کے دعویٰ کے بعد رمضان المبارک کے مہینہ میں سورج اور چاند کو گرہن ہو (۷) چاند کا گرہن ۱۳ تاریخ کو اور سورج کا گرہن ۲۸ تاریخ کو ہو۔

نشانات آسمانی کا یہ تسلسل صاف طور پر ثابت کرتا ہے کہ اس صدی کے مامور و مرسل صرف اور صرف حضرت مرزا غلام احمد قادیانی ہیں۔ اور کوئی ہو سکتا ہی نہیں۔ کیونکہ اب دعوےٰ کرنے والا صدی کا سر کہاں سے لائے گا۔ کیونکہ یہ صدی تو اپنے آخری دور یعنی قریباً ۸۰ سال کی عمر کو پہنچ چکی۔ اور جبکہ مہدی کے ظہور کے لئے صدی کے سر کی شرط ہے۔ تو اس صدی میں تو مہدی کے پیدا ہونے سے ہاتھ دھو رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ صدی کا سر گذر گیا اور اب بات دوسری صدی پر جا پڑی۔ اور اس کی نسبت بھی کوئی قطعی فیصلہ نہیں کیونکہ جبکہ چودھویں صدی حدیث نبوی کا مصداق تھی اور نیز اہل کشف کے کشفوں سے لدی ہوئی تھی خالی گذر گئی تو پندرہویں صدی پر کیا اعتبار رہا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۲)

پھر ایسا شخص اپنے دعوے کی تائید میں سورج چاند کا مقررہ گرہن کہاں سے لائے گا۔ کیونکہ وہ تو ایک ہی دفعہ ہونے والا تھا۔ جو ۱۳۱۱ھ میں وقوع پذیر ہوکر حضرت مرزا غلام احمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دعوے کی تصدیق کر چکا۔ چنانچہ اس بزرگ ترین نشان کے وارث حضرت امام زمان مہدی دوران اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ صفحہ ۵۲ میں اس نشان کا اپنی تائید میں ظاہر ہونا عجیب رنگ میں بیان فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں:۔

"مجھے ایسا نشان دیا گیا ہے جو آدم سے لے کر اس وقت تک کسی کو نہیں دیا گیا۔"

"میں خانہ کعبہ میں کھڑا ہو کر حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ یہ نشان میری تصدیق کے لئے ہے۔"

"تیرہ سو برس میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعوےٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کو بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینہ میں کسوف خسوف کرا لیتے۔ بیشک وہ لوگ کروڑہا روپیہ دینے کو تیار تھے۔ اگر کسی طاقت میں بجز خدا تعالےٰ کے ہوتا کہ ان کے دعوے کے ایام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا۔"

(تحفہ گولڑویہ صفحہ ۴۳)

مصلح موعود کی پیدائش

حضرت مسیح موعودؑ کی کس بیوی سے مقدر تھی؟

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب قادیانی

ایک اعتراض ڈاکٹر بشارت احمد صاحب نے اہلِ پیغام کی طرف سے اپنی کتاب مجددِ اعظم جلد اول میں یہ کیا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت اُم المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا سے شادی نومبر ۱۸۸۴ء میں کی تھی۔ اور آپ نے انہیں دہلی میں ۱۸۸۵ء لکھا تھا کہ میں نے تمہارے ہاں تین جوان بیٹے دیکھے ہیں۔ اس کے بعد اول ۸ر جون ۱۸۸۶ء کو آپ نے حضرت مولانا نور الدین رضؓ کو ایک خط میں یہ لکھا تھا کہ پہلے خیالی و ذہنی طور پر میں سمجھتا تھا کہ مصلح موعود اس دہلی والی بیوی سے پیدا ہوگا۔ مگر اب تیسرے نکاح کے بارہ میں الہامات میں اشارات ہو رہے ہیں۔ اور مجھے چار پھل دکھائے گئے ہیں۔ جن میں سے تین تو زمینی اور ایک علیحٰدہ قسم کا آسمانی ہے۔ اور پھل سے مراد اولاد ہوا کرتی ہے۔ اس لئے پسر خاص کے تولد سے قبل تیسرا نکاح ہو جانا چاہیئے۔ مگر پھر اس کے چند دنوں بعد ۲ر جون ۱۸۸۶ء کو ایک دوسرے خط میں حضرت مولانا نور الدین رضؓ کو لکھا کہ گو تیسری شادی کا اشارہ غیبی متواتر الہامات و کشوف کے ذریعہ سے ہو رہا ہے۔ مگر طبیعت پسند نہیں کرتی۔ اب میرا ذاتی نیعنہ یہ ہے کہ جبتک خدا تعالےٰ کی طرف سے صریح حکم نہ ہوگا۔ میں اس سے کنارہ کش رہوں گا

اس پر ڈاکٹر صاحب یہ نتیجہ مرتب کرتے ہیں کہ چونکہ وہ تیسری شادی آپ نے نہیں کی لہذا تمثیلی رنگ میں اس سے مراد جماعت تھی جس میں یہ اشارہ تھا کہ وہ خاص موعود آئندہ کسی وقت جماعت میں سے کھڑا ہوگا وہ آپ کا کوئی جسمانی بیٹا نہ ہوگا۔ کہ کسی بیوی سے پیدا ہو۔ بلکہ وہ روحانی بیٹا ہوگا۔ لہٰذا وہ چوتھی ہی صدی میں ہو سکے گا۔ حضرت ام المومنینؓ کے بطن سے وہ مقدر نہ تھا۔ ان کے بطن سے صرف تین جوان بیٹے مقدر تھے سو وہ پیدا ہو گئے۔ مگر جو تھا جو آسمانی وضع کا تھا اس نے کسی اور زمانہ میں ہونا تھا۔

اما الجواب۔ سو واضح ہو کہ جیسا کہ میں قبل ازیں بالوضاحت تحریر کر چکا ہوں۔ اس خاص موعود لڑکے کے متعلق خدا تعالےٰ نے آپ کو ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء کو یہ اطلاع دے دی تھی کہ وہ نو سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوگا۔ اور یہ بھی کہ وہ بشیر اول کے بعد بلا توقف پیدا ہوگا۔ پس وہ تو ان شرائط کے مطابق اسی دوسری بیوی سے پیدا ہو چکا تھا۔ اسلئے چوتھی صدی پر اس کی پیدائش کی تاخیر والا معاملہ اہلِ پیغام کا محض وہم اور ایجاد بندہ اور خود تراشیدہ خیال ہے۔ جس کی کوئی حقیقت نہیں۔ ڈاکٹر صاحب نے اس نو سالہ الہامی میعاد اور بلا توقف پیدائش والی پیشگوئیوں و تحریرات کا اپنی کتاب میں ذکر تک نہیں کیا اور حضرت مسیح موعودؑ کی تاکید کے باوجود ان کو کالعدم سمجھ لیا ہے۔ کیونکہ یہ تحریریں ان کے خیال فاسد کو جڑ سے کاٹتی ہیں

(۲) حضرت اقدس نے اپنی کتاب تریاق القلوب میں جو ۱۸۹۹ء میں چھپی تھی، یہ بھی تحریر فرما دیا تھا کہ وہ موعود خاص اسی دوسری بیوی حضرت نصرت جہاں بیگم رضؓ ہی کے بطن سے ہونا تھا۔ نہ کہ کسی اور بیوی سے۔ اسی لئے وہ آپ کے نکاح و زوجیت میں آئی تھیں۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:۔

"سو چونکہ خدا تعالےٰ کا وعدہ تھا کہ میری نسل میں ایک بڑی بنیاد حمایت اسلام کی ڈالے گا اور اس سے وہ شخص پیدا کرے گا جو آسمانی روح اپنے اندر رکھتا ہوگا۔ اس لئے اس نے پسند کیا کہ اس خاندان کی لڑکی میرے نکاح میں لاوے اور اس سے وہ اولاد پیدا کرے جو ان نوروں کو جن کی میرے ہاتھ سے تخم ریزی ہوئی ہے دنیا میں زیادہ سے زیادہ پھیلا دے ...... خدا تعالےٰ نے تمام جہان کی مدد کے لئے میرے آئندہ خاندان کی بنیاد ڈالی ہے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۶۴-۶۵ ۱۸۹۹ء)

ڈاکٹر صاحب موصوف نے اس حوالہ کو بھی چھوا تک نہیں اور شاید اپنے مدعا کے صریح خلاف پا کر اسے نظر انداز کر دیا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اس سے ان کے باطل خیال پر کاری ضرب لگتی ہے۔ جس کی تشریح کی چنداں ضرورت نہیں۔

(۳) رہی یہ بات کہ آپ نے حضرت ام المومنین رضؓ کو صرف تین ہی لڑکوں کی اطلاع دی تھی۔ مصلح موعود جو تین سے الگ قسم کا آسمانی وجود ہے۔ ان کے بطن سے نہ ہونا تھا۔ تو یہ بھی خطرناک دھوکہ ہے۔ اور آئندہ منقولہ حضور کی تحریر کے بعد اس کی حقیقت سمجھ لینا کچھ بھی مشکل نہیں۔

اس سے کسی کو بھی انکار نہیں ہو سکتا کہ ۲۰ر فروری والی پیشگوئی میں آپ کو چار کے لفظ میں چار لڑکوں کی خبر دی گئی تھی اور یہ چاروں حضرت ام المومنین رضؓ کے بطن سے ہونے والے تھے۔ انہی چار میں سے ایک لڑکا موعود خاص بھی ہے۔ اور انہی میں سے تین جوان لڑکے بھی۔ چنانچہ آپ تریاق القلوب میں تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"بفضلہ تعالےٰ چاروں پسر اس بیوی سے پیدا ہو چکے ہیں۔"
(صفحہ ۳۴)

پھر ایک اور جگہ انکی تفصیل دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"خدا تعالےٰ نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا ہے کہ انا نبشرک بغلام حسین یعنی ہم تجھے ایک حسین لڑکے کے عطا کرنے کی خوشخبری دیتے ہیں ...... لوگوں نے اس الہام سے تعجب کیا کیونکہ میری پہلی بیوی کو عرصہ ۲۰ سال سے اولاد ہونی موقوف ہو چکی تھی اور دوسری بیوی نہ تھی۔ اس سے قریباً تین برس کے بعد دہلی میں میری شادی ہوئی اور خدا نے وہ لڑکا بھی دیا اور تین اور عطا کئے۔"

(تریاق القلوب صفحہ ۳۴ ۹۹ء)

اس تحریر سے اصل معاملہ حل ہو گیا۔ اور یہ امر واضح ہو گیا کہ چاروں بیٹے حسب پیشگوئی ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء حضرت ام المومنینؓ ہی کے بطن سے پیدا ہونے تھے۔ ہاں یہ الگ امر ہے کہ ان چار میں سے صرف تین نے جوان ہونا تھا۔ ڈاکٹر صاحب نے خواہ مخواہ یہ بات گھڑلی ہے کہ اس موعود خاص کے سوا جو تین لڑکے ہیں۔ انہوں نے ہی جوان ہونا تھا۔ اور صرف انہی تین کی پیدائش حضرت ام المومنین رضؓ کے بطن سے ہونے کی خبر دی گئی تھی۔ حالانکہ یہ قطعاً درست نہیں۔ بلکہ ان کے بطن سے بشیر اول کے بعد ہونے والے لڑکوں کی تعداد "چار" بتائی گئی تھی۔ اور انہی چاروں میں سے ایک موعود خاص اور بقیہ تین تھے۔ اور انہی چاروں میں سے تین نے جوان ہونا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آگیا۔

کہ آپ کو حسب پیشگوئی ۲۰ر فروری ۸۶ء چار لڑکے ملے۔ ان میں سے ایک مصلح موعود اور تین بقیہ ہیں۔ اور پھر ان چاروں میں سے ایک پسر چہارم مبارک فوت ہو گیا اور تین جوانی کو پہنچے۔ اس واقعاتی تصدیق کے بعد ڈاکٹر صاحب کے اعتراض کی حیثیت ایسی ہی رہ جاتی ہے۔ جس میں کسوف و خسوف والی پیشگوئی کے ظہور کے بعد غیر احمدیوں کی جرح کی حیثیت ہے۔ وہ بھی پہلے منتظر تھے۔ مگر جب پیشگوئی ۱۸۹۴ء میں پوری ہو گئی۔ تو تاویلیں کر کے اسے ٹالنے کی کوشش شروع کر دی یہی حال ڈاکٹر صاحب موصوف کا ہے۔ کہ وہ پیشگوئی کی حقیقت کھل جانے کے باوجود اسے توڑ مروڑ کر حق کو چھپانا اور اسلام کو بجائے فائدہ پہنچانے کے الٹا نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ جو نہایت ہی قابل افسوس امر ہے۔ چاہئے تو انہیں خوش ہونا چاہیئے تھا کہ خدا تعالےٰ نے اپنی ہستی کا ثبوت اور محمد رسول اللہ صلعم کی صداقت اور قرآن کریم کی شان دکھانے اور حق و باطل میں فرق کرنے اور دنیا کو حیات جاودانی بخشنے کے لئے اپنی طرف سے سامان کرتے ہوئے ایک ایسا عظیم الشان چمکتا ہوا زندہ نشان عطا فرمایا ہے۔ جو اپنی مثال آپ ہے۔ اسے مشتبہ کرنے میں انہوں کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔

(۴) اس امر کا اظہار بھی افسوس کے ساتھ کرنا پڑتا ہے کہ جہاں ڈاکٹر صاحب نے اس پیشگوئی سے متعلق نہایت ضروری حصوں کو جو مصلح موعود کے زمانہ کی تعیین کرتے ہیں ترک دیا ہے اور ان کو زیر بحث لانے سے گریز کیا ہے۔ وہاں انہوں نے آپ کے تیسری شادی کے متعلق خیال کو بحث کے آخر میں رکھا ہے تاکہ اس کے ذریعہ سے غیر شعوری طور پر ناظرین پر یہ اثر پیدا کریں کہ گویا آپ کا ایسا خیال مصلح موعود کی نو سالہ الہامی میعاد کے گذر جانے کے بعد آخری عمر میں پیدا ہوا تھا۔ تاکہ وہ یہ سمجھیں کہ جب میعاد کے اندر وہ موعود خاص پیدا نہ ہوا تھا تو ضروری تھا کہ وہ آپکی تیسری بیوی سے پیدا ہوتا۔ اور جب تیسری بیوی کا وجود ہی مفقود رہا تو لازمی طور پر مصلح موعود کی پیدائش آپ کی زندگی کے بعد کسی اور وقت پر ملتوی ہو گئی۔ حالانکہ معاملہ بالکل اس کے برعکس ہے۔ آپ کو ایسا خیال ۱۸۸۶ء میں پیدا ہوا تھا اور مصلح موعود کی پیدائش کی میعاد ۲۲ر مارچ ۱۸۸۶ء سے ۲۱ر مارچ ۱۸۹۵ء تک تھی۔ اور یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو اپنے سبز اشتہار میں اس میعاد کو دہراتے ہوئے بالتفصیل مصلح موعود کے زمانہ اور اسکی پیدائش کے وقت کی تعیین اسکے مختلف ناموں کا تکرار کرتے ہوئے کر دی تھی۔ اور بتا دیا تھا کہ اب وہ جلد بلا توقف پیدا ہونے والا ہے۔ سو اسکے مطابق حضرت

(باقی صفحہ ...)

ربوہ میں احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ ۱۹۵۸ء کی مختصر روداد

مختلف اہم موضوعات پر تقاریر

۲۶ر دسمبر کا پہلا اور دوسرا اجلاس

پہلا اجلاس مردانہ جلسہ گاہ سے سنایا گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی افتتاحی تقریر اور دعا کے بعد حضرت مرزا شریف احمد صاحب ناظر اصلاح و ارشاد کی تقریر ذکر حبیب پر اور صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب ایم۔ اے پرنسپل تعلیم الاسلام کالج کی تقریر مذہبی رواداری پر سنی گئیں۔ اس کے بعد نماز جمعہ و عصر ادا کی گئی۔

ڈیڑھ بجے دوسرا اجلاس شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے کی۔ محترمہ امۃ اللہ صاحبہ آف لاہور نے پنجابی میں نظم سنائی۔ اس کے بعد امۃ الرشید شوکت صاحبہ اہلیہ ملک سیف الرحمن صاحب فاضل نے اسلامی اخلاق پر اظہار خیال کرتے ہوئے بتایا کہ اسلامی اخلاق یہ نہیں کہ انسان طبعی حالتوں کو اعتدال اور عقل کے تقاضوں کے مطابق استعمال کرے بلکہ اسلامی اخلاق یہ ہیں کہ وہ ان حالتوں کو اعتدال اور عقل کے تقاضوں کے مطابق خدا کی خاطر اور باخدا انسان بننے کے لئے استعمال کرے۔ آپ نے صدق۔ صبر۔ عفو اور غیبت وغیرہ کی تشریح کرتے ہوئے چند مثالیں پیش کیں۔ بعدہٗ پنجابی کی نظم سنائی گئی۔ جو دلچسپی سے سنی گئی۔ نظم کے بعد محترمہ مبارکہ بیگم صاحبہ اہلیہ ڈاکٹر بشیر احمد صاحب نے نظام خلافت پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ نبی دنیا میں الٰہی نظام کو قائم کرنے کے لئے آتا ہے۔ اور خلیفہ اسے تکمیل تک پہنچاتا ہے۔ خلیفہ خدا تعالیٰ خود بناتا ہے۔ اس کے متبعین کا کام یہ ہے کہ وہ اس کی اطاعت کریں۔ قدیم سے ہم خدا تعالیٰ کی یہ سنت دیکھتے ہیں کہ جب بھی نظام خلافت کو توڑنے کی کوشش کی گئی تو نظام خلافت سے تعلق رکھنے والے کامیاب ہوئے۔

محترمہ المجید صاحبہ ایم اے نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے مقصد پر تقریر کرتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کو جس مقصد کے لئے پیدا کیا وہ آیت ما خلقت الجن والانس الا لیعبدون سے واضح ہے۔ اس مقصد کے پیش نظر اس نے اپنے خالق ہونے کے سب سے بڑے شاہکار انسان کو پیدا کیا اور اس کی راہنمائی کے لئے انبیاء کا سلسلہ قائم کیا۔ مگر بھولنا انسان کی فطرت میں ہے۔ اس لئے جب لوگ خاتم النبیین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنا بھول گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو پیدا کیا تا دوبارہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا دین دنیا میں قائم ہو۔

محترمہ سعیدہ حبیب صاحبہ ایم۔ اے نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی دوسرے انبیاء کے مقابل میں خصوصیات بیان کیں آپ نے بتایا کہ خصوصیات اس بات کا بین ثبوت ہیں کہ آپ خاتم الانبیاء تھے اور آنے والے نبی آپ کی امت سے ہی آ سکتے ہیں۔ اور آپ کو ملا کر نہ صرف انسان صالحیت شہیدیت اور صدیقیت کا درجہ حاصل کر سکتا ہے بلکہ نبی کا درجہ بھی حاصل کر سکتا ہے۔

بعدہٗ ایک نظم کے بعد پونے چار بجے جلسہ کا پروگرام ختم ہوا۔ جلسہ میں مستورات کی تعداد کم و بیش پندرہ ہزار تھی۔

۲۷ر دسمبر کا اجلاس

آج زیادہ تر پروگرام مردانہ جلسہ گاہ سے ہی سنا گیا۔ میاں عطاء اللہ صاحب ایڈووکیٹ نے معجزات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مولانا جلال الدین صاحب شمس نے نبیوں کا سردار کے عنوانات پر تقاریر کیں۔ دونوں تقاریر نہایت دلچسپی سے سنی گئیں۔ اس کے بعد دو بچیوں نے نظمیں سنائیں اور اس کے بعد محترمہ عزیزہ راشدہ آف غورشاب نے "ہماری ذمہ داریاں" کے عنوان پر اظہار خیال کرتے ہوئے بیان کیا کہ ہم سب اس سردی میں سفر کی تکالیف برداشت کرتی ہوئی مرکز میں صرف اس غرض کے لئے آئی ہیں۔ تا خدا تعالیٰ کی برکات حاصل کر کے اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ ہمیں چاہیئے کہ نہایت خاموشی سے تقاریر سنیں اور فارغ اوقات میں اپنی زبانوں کو ذکر الٰہی۔ استغفار اور تسبیح و تحمید میں مصروف رکھیں۔

اس کے بعد چند نظمیں سنائی گئیں اور ضروری اعلانات کے بعد اجلاس برخاست ہوا۔

نماز ظہر و عصر کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر نہایت خاموشی سے سنی گئی۔ جلسہ میں مستورات کی تعداد کم و بیش پچیس ہزار تھی۔

حضرت سیدہ ام متین صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی اہم تقریر

مورخہ ۲۸ر دسمبر ۱۹۵۸ء کو ۹½ بجے صبح تلاوت قرآن کریم سے کارروائی شروع ہوئی۔ ایک نظم عربی اور ایک نظم اردو میں سنائی گئی۔ اس کے بعد محترمہ سیدہ ام متین صاحبہ جنرل سیکرٹری لجنہ اماء اللہ مرکزیہ نے اپنی تقریر شروع کی۔ آپ نے فرمایا میں آپ کے سامنے لجنہ کے سارے سال کے کام کی رپورٹ پیش کرنا چاہتی ہوں۔ تاکہ آپ پر واضح ہو جائے کہ دوران سال میں لجنہ مرکزیہ نے کیا کیا کام سرانجام دیئے اور کس قسم کے کام کرنے کی ہم آپ سے توقع رکھتی ہیں۔

لجنہ مرکزیہ کے کاموں کا مختصر سا نقشہ پیش کرنے سے پہلے میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ آپ اس سردی کے موسم میں چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ سفر کی تکالیف برداشت کر کے صرف روحانی غذا کی تلاش میں مرکز میں آئی ہیں۔ اس لئے جلسہ کی تقاریر سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں۔ تاکہ آپ جب یہاں سے اپنے گھروں کو واپس جائیں۔ تو آپ کے دل از دیاد ایمان اور عملی مسرت سے لبریز ہوں۔ اور آپ کے قلوب مطمئن ہوں کہ جس غرض کے لئے اس دور دراز سفر پر آپ آئی ہیں۔ آپ نے اس کو حاصل کر لیا ہے۔ دوران سال کا سب سے المناک حادثہ جو لجنہ اماء اللہ کو پیش آیا وہ حضرت ام ناصر احمد کی وفات ہے۔ آپ کا وجود علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہو، حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی حرم اول اور لجنہ مرکزیہ کی صدر ہونے کے ایک اور اہمیت بھی رکھتا تھا وہ یہ کہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ اور موجودہ نسل کے درمیان ایک کڑی تھیں۔

حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کی وفات کے بعد دو ہستیاں ہمارے لئے یہی حیثیت رکھتی تھیں۔ جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے ہاتھوں سے ان کی خدمت کی اور اپنے کانوں سے اُن کی باتوں کو سنا ایک حضرت ام ناصر احمد اور دوسری حضرت ام داؤد اہلیہ مرحومہ حضرت میر محمد اسحٰق صاحب (رض) تھیں۔ ہم سب جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نہیں دیکھا۔ اس بات کی سخت تڑپ اپنے اندر رکھتی ہیں کہ کاش ہم اس زمانے میں ہوتیں اور اس مقدس ہستی کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر برکت حاصل کرتیں آپ میں سے بہت سی ایسی ہوں گی جنہوں نے حضرت ام المومنین رضی اللہ تعالےٰ عنہا کو نہیں دیکھا۔ اور ہر ایک آپ میں سے یقیناً یہ خواہش اپنے اندر رکھتی ہے کہ کاش ہم وہ زمانہ پاتیں۔ لیکن اب بھی آپ کے لئے اس سعادت کو حاصل کرنے اور اپنی برکات سے کو بڑھانے کا موقعہ ہے۔ صحابیات بہت تھوڑی تعداد میں زیادہ ہیں ان سے استفادہ حاصل کریں۔ اور ان کو اپنے اجلاسوں میں بلائیں اور ذکر حبیب کے عنوان پر چشم دید واقعات سنیں۔ محبت اور روحانیت پیدا کرنے اور دلوں کا زنگ دور کرنے کے لئے صحبت صالحین ضروری چیز ہے۔ پس صحابیات کو اپنی مجالس میں بلایئے۔ اپنے ہر اجلاس میں یا ہر مہینے ان کی تقریر رکھیں اور ان کے چشم دید واقعات قلمبند کریں اور ان کو یاد رکھنے کی کوشش کریں۔ اگر اس وقت آپ نے سستی کی اور اس سنہری موقعہ سے فائدہ نہ اٹھایا تو آنے والی نسلیں آپ سے مطالبہ کریں گی کہ [illegible] ان نیک اور بزرگ لوگوں سے [illegible] نے کیا حاصل کیا؟ یہ طریق اختیار کرنے سے نہ صرف آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حالات کا علم ہوگا۔ بلکہ آپ اپنی اولاد کو [illegible] [illegible] گی۔ اس سلسلہ میں [illegible] علاوہ ازیں زنانہ سکول اور کالج کی منتظمین کا بھی فرض ہے [illegible] کتابوں [illegible] [illegible] چشم دید واقعات اور کانوں [illegible] کو بھی چاہیئے کہ [illegible] اس رنگ میں تربیت کریں [illegible] اس لئے احمدیت نہ ہوں کہ ان کے ماں باپ [illegible] دلائل احمدیت کے خود قائل ہوں [illegible] چاہیئے کہ ہم صحابیات کی قدر کریں اور ان سے استفادہ کریں [illegible]

مصلح موعود کی پیدائش (بقیہ ص۳)

وہ جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ولادت باسعادت وقوع میں آکر پیشگوئی پوری ہو گئی۔ اور یہ چمکتا ہوا نشان دنیا کے سامنے ۱۸۸۹ء میں آگیا۔ اور آپ نے ۱۸۹۹ء میں تریاق القلوب میں اس امر کا اظہار بھی فرما دیا کہ وہ مولود خاص اسی موجودہ بیوی سے پیدا ہونا تھا۔ سو وہ پیدا ہو گیا ہے۔ مگر ڈاکٹر صاحب آپ کی اس تحریر کو بھی خاطر میں نہیں لائے۔ اور اسی کی طرف سے اس طرح آنکھیں بند کر لی ہیں۔ کہ گویا وہ تھی ہی نہیں۔ حالانکہ ان کا فرض تھا کہ تحقیق کے لئے وہ اسے بھی زیر بحث لاتے۔ مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا جو دیانتداری کے سراسر منافی ہے۔ وہ حضور کی اس تحریر کے چالیس سال بعد اسی امر پر زور دیتے رہے ہیں کہ وہ مولود خاص آپ کی دوسری بیوی سے نہیں بلکہ آئندہ کسی زمانہ میں ہونا تھا۔ اور اس طرح ڈاکٹر صاحب نے

افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض

پر عمل کر کے نہ صرف اپنی پوزیشن کو خطرناک دھبہ لگا لیا ہے۔ بلکہ مصلح موعود کے ساتھ اپنی انتہائی عداوت کا ثبوت دے دیا ہے۔

یہ بیان کروں گی کہ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کن شعبہ جات کے ساتھ کام کر رہی ہے۔

ہمارا پہلا شعبہ خدمتِ خلق ہے خدمتِ خلق انسان پر واجب ہے۔ اس کے لئے کوئی شرط نہیں کہ اگر آپ سے کہا جائے کہ خدمتِ خلق کرو تو آپ کریں۔ اور نہ کہا جائے تو نہ کریں۔ خدمتِ خلق کا جذبہ اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے توفیق خود بخود انسان کو مل جاتی ہے۔ راستہ سے کانٹے ہٹا دینے کو بھی اسلام خدمتِ خلق قرار دیتا ہے لیکن سب سے زیادہ جامع تعلیم جو خدمتِ خلق کی اسلام نے دی ہے۔ وہ یہ ہے کہ سچا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھوں اور زبان سے مسلمان محفوظ رہیں۔ پس کوشش کرنی چاہیئے کہ آپ کے ہاتھوں اور زبان سے کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

عورتوں میں غیبت کا مرض اس شدت سے پیدا ہو گیا ہے کہ اگر وہ اس کی برائی جانتیں تو وہ کبھی اس بری عادت کو اختیار نہ کریں قرآن کریم نے غیبت کو مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے مترادف قرار دیا ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے کہ کیا تم پسند کرتے ہو کہ اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھاؤ۔ جس طرح تمہیں اس سے کراہت آتی ہے۔ اسی طرح غیبت کرنے سے تمہارے دل میں نفرت پیدا ہونی چاہیئے۔ مرد اس بدعادت سے بڑی حد تک بچے رہتے ہیں خواہ وجہ کچھ بھی ہو۔ لیکن عورتیں اکثر جہاں بھی جمع ہوں اسی لعنت کو اپنے فارغ اوقات میں اور اپنی مجلسوں میں بیٹھ کر یہ سوچتیں کہ وہ کون سے ذرائع ہیں جن سے اسلام کی اشاعت کو زیادہ سے زیادہ ترقی دی جا سکتی ہے اور لجنہ کی ترقی کی تدابیر سوچتیں تو ان کے لئے سعادت دارین حاصل کرنے میں کوئی شبہ باقی نہ رہ جاتا۔ پس شعبہ تربیت کے ماتحت آپ کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ آپ اپنی اصلاح کریں اور اپنی دوسری بہنوں کی اصلاح کی بھی کوشش کریں

شعبۂ خدمتِ خلق کے سلسلہ میں آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں۔ چونکہ اکثریت اس جلسہ میں باہر کی عورتوں کی ہے میں آپ کو یہ کہنا چاہتی ہوں کہ نہ صرف آپ اپنے رشتہ داروں اور احمدی بہنوں کی خدمت کریں۔ بلکہ ہر مذہب سے تعلق رکھنے والی مخلوق کی خدمت کو اپنا فرض سمجھیں۔ آپ خدمت کے وقت مسلمانوں۔ عیسائیوں۔ ہندوؤں اور یہودیوں میں کوئی فرق نہ رکھیں بلکہ اسلام کے حکم کے مطابق سب بنی نوع انسان کی خدمت کرنا آپ کے لئے ضروری ہے۔

ربوہ میں اکثریت غرباء کی ہے۔ اور بہت سی خواتین صرف اپنے بچوں کو دینی تعلیم کے لئے ربوہ میں مقیم ہیں۔ لجنہ اماء اللہ مرکزیہ پوری کوشش کرتی ہے کہ جو غرباء باہر سے بچوں کی دینی تعلیم اور دینی ماحول کے لئے ربوہ میں آباد ہوئے ہیں۔ جہاں تک ہو سکے ان کی مدد کی جائے خواہ پیسوں کے ذریعہ یا کتب اور فیس کے معاف کرانے کے ذریعہ ہو۔

باہر کی لجنہ سے اس شعبہ کے ماتحت جو رپورٹ مرکز میں آتی ہے اس میں انفرادی مساعی کا ذکر ہوتا ہے۔ حالانکہ اجتماعی کوششوں کا ذکر ہونا چاہیئے کہ ہماری لجنہ نے کتنی رقم اکٹھی کی ہے کتنے ہی ایسے خاندانوں کا گذارہ ہوتا ہے ہر قوم کے افراد جو مدد کے محتاج ہوں۔ ان کی مدد کی جائے۔

۲۔ شعبہ تعلیم کا کام یہ ہے کہ مختلف لجنات میں تعلیم کا انتظام کرے اس سے ظاہری تعلیم مراد نہیں۔ کیونکہ اس کے لئے سکول اور کالج ہیں۔ بلکہ اس شعبہ کے ماتحت مرکز سے ایسے کورس امتحان کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب رکھی جاتی ہیں۔ لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس امتحان میں سارے پاکستان میں سے صرف ایک سَو امتحان دینے والی شامل ہوتی ہیں۔

سال میں تین دفعہ امتحان ہوتے ہیں اگر آپ کوشش کریں اور ہر بہن جو اردو پڑھنا اور لکھنا جانتی ہے ان امتحانوں میں شامل ہو تو سال بھر میں دینیات کے حصول کے ذریعہ بہت بڑا فائدہ سب کو پہنچ سکتا ہے۔

تعلیم کے ساتھ دوسرا شعبہ تربیت کا ہے۔ اس کا ذکر خدمتِ خلق کے شعبہ کے ساتھ ہو چکا ہے۔ اس شعبہ کے ماتحت جہاں آپ دیگر برائیوں۔ غیبت۔ جھوٹ اور عیب جوئی وغیرہ کو دور کریں۔ وہاں بے پردگی کو بھی دور کرنے کی کوشش کریں۔ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے بے پردگی کو دور کرنے کی طرف خاص طور پر توجہ دلائی ہے آپ بے پردہ عورتوں سے کہیں کہ اگر آپ نے اسلام اور احمدیت کو سچا سمجھ کر مانا ہے تو آپ کو پردہ بھی کرنا پڑے گا۔ بیعت کے وقت آپ یہ عہد کرتی ہیں کہ جو نیک کام بتائے گئے اس پر ہم عمل کریں گی۔ تو اگر آپ اسلام کو مان کر پھر پردہ ترک کرتی ہیں تو یقیناً آپ بیعت کے عہد کو توڑ رہی ہوتی ہیں۔

آپ کو علم ہے کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواجِ مطہرات پردہ کرتی تھیں۔ جو عورتیں کہتی ہیں کہ پردہ اسلامی رکن نہیں ہے وہ ایک بے بنیاد بات کہتی ہیں؟ پس جو پردہ کو چھوڑتی ہے وہ عملاً آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے احکام کا انکار کرتی ہے۔ کیونکہ پردہ اسلام کا اور حضرت خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وسلم کا حکم ہے۔ مسجد بالینڈ مستورات کے چندہ سے تعمیر ہوئی ہے آپ کی کوششوں اور قربانیوں کے نتیجہ میں اس دور دراز ملک میں پانچوں وقت اللہ کا نام بلند ہوتا ہے۔ اور پانچوں نمازیں وہاں پڑھی جاتی ہیں۔ اس مسجد کے اخراجات میں سے اب صرف بارہ ہزار قرض ہم پر رہ گیا ہے۔ آپ سے درخواست ہے کہ آپ اپنی کوششوں کو جاری رکھیں اور بقیہ رقم ادا کرنے میں پوری مستعدی دکھائیں۔

وقت ختم ہو گیا ہے اس لئے باقی شعبہ جات کا ذکر کئے بغیر صرف دو باتیں کہہ کر تقریر ختم کرتی ہوں۔

آپ دوسری چیزوں پر پیسے صرف کرتی ہیں۔ لیکن نمائش دیکھنے کیلئے نہیں جاتیں۔ نمائش میں صرف مرکز کی ہی چیزیں نہیں ہوتیں بلکہ باہر کی جماعتوں کی بھی ہوتی ہیں۔ اگر آپ نمائش کو دیکھیں گی تو جو نقائص آپ کو نظر آئیں گے ان کو دور کرنے کی کوشش کی جائے گی اور آپ کار آمد چیزیں بھجوا سکیں گی۔

مصباح کے لئے آپ کثرت سے مضامین بھجوائیں تاکہ یہ رسالہ زیادہ سے زیادہ ترقی کرے۔ اللہ تعالےٰ ہم سب کو توفیق دے کہ ہم صحیح رنگ میں خدمتِ دین کر سکیں۔

آپ کی تقریر نہایت توجہ اور دلچسپی سے سُنی گئی۔ اس کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے جناب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب نائب صدر عالمی عدالت ہیگ کی تقریر "احمدیت کا اثر عالمِ اسلامی پر" سنی گئی۔ بعد میں ایک بچی نے نظم سنائی۔ اور نظم کے بعد محترمہ امۃ المالک فرخ صاحبہ فرسٹ ایئر نے رسول پاک کی قوتِ قدسیہ کا اثر صحابہؓ پر کے عنوان سے تقریر کی اور بتایا کہ ہر نبی کو خدا تعالےٰ کی قوتِ قدسیہ سے وافر حصہ ملا ہے۔ لیکن جو قوتِ قدسیہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ملی اس کی مثال کسی اور نبی میں نہیں پائی جاتی۔ پہلے انبیاء کی قوتِ قدسیہ اپنے زمانہ کو فیضیاب نہ کر سکی۔ لیکن آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسیہ سے نہ صرف آپ کے زمانہ کے لوگ فیضیاب ہوئے۔ بلکہ قیامت تک فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ آپؐ کی قوتِ قدسیہ کا ہی اثر ہے کہ سینکڑوں سال کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ آپ کے ماننے والوں کو روحانی انعامات ملے۔ دنیا نے کسی انسان سے اس طرح محبت نہیں کی جس طرح صحابہؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے کی۔ آپ کے صحابہؓ پروانوں کی طرح آپؐ پر نثار تھے

اس کے بعد محترمہ استانی میمونہ صوفیہ صاحبہ نے پنجابی میں تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ اللہ تعالےٰ نے انسان کو اس لئے پیدا کیا ہے تاکہ وہ اس کا عبد بنے۔ اور عبد کا یہ مطلب ہے کہ اس کے اندر خدا تعالےٰ کی صفات پیدا ہو جائیں اللہ تعالیٰ کا بندوں کو اپنی شکل پر پیدا کرنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ اس کی صفات اپنے اندر پیدا کریں۔ نیز بتایا کہ خدا تعالےٰ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا ہے۔ اس لئے انسان کو چاہیئے کہ وہ دعائیں مانگتا رہے۔ اور اس کے حضور جھکا رہے۔ ایک نہ ایک دن خدا تعالےٰ ضرور اس کو اپنی رحمت کی چادر میں ڈھانپ لے گا۔ اگر ہم اپنی اصلاح کر لیں بچوں کی تربیت کریں۔ اور نمازوں کو سنوار کر ادا کریں۔ تو پھر ہی آئندہ نسل کے دل میں اسلام کا سچا جوش پیدا ہو سکتا ہے۔ اس کے بعد ایک نظم سنائی گئی۔ اور ضروری اعلانات کے بعد پروگرام ختم ہوا۔

دوسرے وقت ظہر و عصر کی نماز ادا کرنے کے بعد مردانہ جلسہ گاہ سے حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی تقریر نہایت خاموشی سے سنی گئی۔ اور بعد دعا دوسرا اجلاس ختم ہوا۔

مرتبہ امۃ الرشید شوکت اہلیہ ملک سیف الرحمٰن صاحب۔

شکرانہ فنڈ

انسان کا خاصہ ہے کہ وہ مختلف خوشیوں کی تقاریب پر مثلاً نکاح۔ شادی۔ بچے کی پیدائش۔ مکان کی تعمیر۔ امتحان میں کامیابی پر اسی طرح غموں سے نجات پانے اور حادثات سے محفوظ رہنے کے مواقع پر اللہ تعالےٰ کے حضور شکرانہ کے طور پر کچھ نہ کچھ نذرانہ پیش کرتا ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ ایسے مواقع پر محاسب صاحب قادیان کے نام "شکرانہ فنڈ" کی مد میں کچھ نہ کچھ رقم ضرور بھجوایا کریں۔ یہ امر یقیناً اللہ تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا موجب ہوگا۔

ناظر بیت المال قادیان

ادائیگی زکوٰۃ

زکوٰۃ کی ادائیگی ہر صاحب نصاب مسلمان کیلئے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے جس طرح کہ ہر مومن کیلئے نماز کا ادا کرنا۔ اور جو شخص ادائیگی زکوٰۃ میں کوتاہی کرتا ہے وہ اسی طرح قابلِ مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک تارک نماز۔

اگر ہماری جماعت کا ہر دوست اس اہم اسلامی فریضہ کو پوری طرح سے سمجھ کر اسکی بجا آوری کی طرف متوجہ ہو تو خدا تعالیٰ کے فضل سے اکثر گھروں سے کچھ نہ کچھ زکوٰۃ مل سکتی ہے! احباب جماعت سے گذارش ہے کہ وہ اپنا اپنا محاسبہ کر کے جلد از جلد واجب زکوٰۃ کی ادائیگی کیطرف توجہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔ ناظر بیت المال قادیان

وقفِ جدید کا نیا مالی سال

اور

احباب جماعت ہائے احمدیہ ہند کا فرض

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز نے گذشتہ سال وقف جدید کا اعلان فرماتے ہوئے احباب جماعت کو مخاطب کر کے فرمایا تھا کہ:۔

"یہ تحریک اللہ تعالےٰ نے میرے دل میں ڈالی ہے اس لئے خواہ مجھے اپنے مکان بیچنے پڑیں کپڑے بیچنے پڑیں میں اس فرض کو تب بھی پورا کر دوں گا۔ اگر جماعت کا ایک فرد بھی میرا ساتھ نہ دے خدا تعالےٰ ان لوگوں کو الگ کر دے گا جو میرا ساتھ نہیں دے رہے اور میری مدد کے لئے فرشتے آسمان سے اتارے گا"

پس میں اتمام حجت کے لئے ایک بار پھر اعلان کرتا ہوں تاکہ مالی امداد کی طرف بھی لوگوں کو توجہ ہو"

اس تحریک کا پہلا سال ختم ہو کر یکم جنوری ۱۹۵۹ء سے نیا سال شروع ہوا ہے جس کے آغاز پر حضور ایدہ اللہ تعالےٰ نے اعلان فرمایا ہے اور اپنا وعدہ پچھلے سال سے زیادہ یعنی مبلغ ۶۰۱/- روپیہ فرمایا ہے۔ لہٰذا احباب جماعت سے درخواست ہے کہ:۔

۱۔ جن احباب کے ذمہ گذشتہ سال کا چندہ بقایا ہے وہ جلد ادا کریں۔

۲۔ نئے سال میں پورے جوش اور اخلاص سے اضافہ کے ساتھ حصہ لیں۔

۳۔ جو دوست گذشتہ سال شامل نہیں ہو سکے وہ اس سال ضرور شامل ہوں۔

اس سکیم کے ماتحت:۔

الف۔ ہر فرد کم از کم مبلغ ۶/- روپیہ سالانہ چندہ ادا کرے۔

ب۔ جو دوست ہمت اور توفیق رکھتے ہوں وہ زیادہ حصہ لیں۔

ج۔ جو دوست اکیلے مبلغ چھ روپیہ نہیں دے سکتے وہ ایک سے زائد افراد مل کر چھ روپیہ سالانہ پورا کریں۔

د۔ زمیندار دوست اپنی زمین کا ایک حصہ اس دینی غرض کے لئے وقف کریں۔ اور اس کی سالانہ آمدنی دفتر وقف جدید کو دیا کریں۔

خدا تعالےٰ کے فضل سے گذشتہ ایک سال میں اس مقدس تحریک میں شامل ہونے والے مخلصین کی خدمات کو اللہ تعالےٰ نے نوازا ہے۔ اور وقفِ جدید میں جو واقفین کام کر رہے ہیں انہی سے بہت اچھے نتائج پیدا ہوئے ہیں۔ لیکن ابھی اس کام کی ابتدا ہے جوں جوں یہ کام وسیع ہوتا جائے گا اللہ تعالےٰ اس کے ذریعہ سے احباب جماعت کی تربیت و اصلاح اور دوسرے لوگوں کی ہدایت کے رستے کھولتا جائے گا۔

مبارک ہیں وہ احباب جو اس مقدس تحریک میں حصہ لے کر خدا تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرتے ہیں اور اپنے آپ کو اور اپنی آئندہ نسلوں کو خدا تعالےٰ کی خاص رحمتوں اور فضلوں کے وارث بناتے ہیں۔

مرزا وسیم احمد
انچارج وقفِ جدید قادیان
۱۹ر جنوری ۱۹۵۹ء

اعلان ضروری

مولوی عبد الرحیم صاحب ملکانہ توجہ فرماویں

نظارت ہذا نے ایک دفعہ چٹھی ان کی خدمت میں بصیغہ رجسٹری مورخہ ۱۷ر نومبر ۱۹۵۸ء کو لکھی تھی۔ اس کے بعد ۲ر دسمبر اور ۴ر جنوری ۱۹۵۹ء کو اس کی یاد دہانی بھی بھجوائی جا چکی ہے لیکن ان کی طرف سے تا حال جواب موصول نہیں ہوا ہے اور نہ ہی انہوں نے چٹھی کی رسید کی سے اطلاع دی ہے معلوم نہیں وہ اس وقت کہاں ہیں۔ اور کیا ان کو نظارت ہذا کی چٹھیاں بھی ملی ہیں یا نہیں؟ اگر وہ خود یہ اعلان پڑھیں تو نظارت ہذا کو اپنے مستقل پتہ سے اطلاع دیں۔ اور اگر کسی اور دوست کو ان کے موجودہ پتہ کا علم ہو تو نظارت ہذا کو مطلع کریں تا کہ یہ کا موقعہ دستیاب ملکانہ دماغ ... کو ضروری اطلاع دی جا سکے۔

(ناظر امور عامہ قادیان)

درخواستہائے دعا ... کی والدہ صاحبہ مکان کی سیڑھی سے اچانک گر جانے کی وجہ سے گردن اور کمر کی ہڈیوں اور دونوں کلائیوں میں سخت چوٹیں آئی ہیں۔ تشویشناک حالت کی اطلاع ملی ہے۔ احباب کرام ...

ضروری اعلان

برائے سیکرٹریان مال جماعتہائے احمدیہ ہندوستان

ہماری بہت تھوڑی جماعتیں ایسی ہیں جن کا بجٹ آمد لازمی چندہ جات سو فیصدی یا اس کے قریب قریب پورا ہوتا ہو۔ باقی اکثر جماعتوں سے نہ تو نسبتی بجٹ کے مطابق ہر ماہ باقاعدگی سے چندہ جات وصول کر کے مرکز بھجوائے جاتے ہیں۔ اور نہ ہی اختتام سال پر وہ اپنا بجٹ پورا ادا کرتی ہیں جس کی وجہ سے سلسلہ کے ضروری اخراجات کو جاری رکھنے میں مشکلات پیدا ہوتی ہیں۔

اس امر کا جائزہ لینے پر کہ سیکرٹریان مال کس طرح اپنے مفوضہ امور احسن طریق پر سر انجام دیتے ہوئے چندہ جات کی سو فی صدی وصولی میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے ایک ارشاد کے مطابق کہ:۔

"میں انہیں کہتا ہوں (مبلغین کو) کہ تم جماعتوں کو منظم کرو ان جماعتوں کے چندے بڑھانے کی کوشش کرو۔ یہاں تک کہ سال کے بعد جب ان جماعتوں کا بجٹ آئے۔ تو ہم اس کو دیکھ کر یہ کہہ سکیں کہ ان کی جماعت کے چندوں میں ضرور زیادتی ہو گئی ہے"

مرکزی نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے حال ہی میں جملہ مبلغین صاحبان کو بذریعہ سرکلر یہ تحریک کی گئی ہے۔ کہ وہ چندہ جات کی وصولی میں مقامی عہدیداران کی پوری امداد کریں۔ اور ... کرتے ہوئے جماعتوں کے سست۔ بقایا دار اور نادہند افراد کی اصلاح کی طرف توجہ فرمائیں۔

اگر مقامی عہدیدار بالخصوص سیکرٹریان مال مبلغین صاحبان کا پورے طور پر تعاون حاصل کرتے ہوئے کما حقہ کوشش کریں۔ تو بقایاجات کے ایک کثیر حصہ کی وصولی کی جلد امید ہو سکتی ہے امید ہے جماعتوں کے سیکرٹریان مال صدر صاحبان و دیگر عہدے داران خود بھی مالی فرائض کی ادائیگی میں قربانی کا مکمل اور عمدہ نمونہ پیش کر سکیں گے۔ اور دیگر احباب سے بھی سو فیصدی وصولی کی کوشش کر کے عند اللہ ماجور ہوں گے۔ اور مبلغین صاحبان کی موجودگی سے بھی بہترین رنگ میں فائدہ اٹھاتے ہوئے فرض شناسی کا ثبوت دیں گے۔

اللہ تعالےٰ جملہ احباب جماعت اور عہدیداران اور مبلغین کو اس بات کی توفیق عطا فرمائے۔ کہ وہ خدمت سلسلہ کے ہر موقعہ سے زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھاتے ہوئے اللہ تعالےٰ کی رضا کو حاصل کرنے والے بنیں۔ آمین۔

(ناظر بیت المال قادیان)

پروگرام دورہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد انسپکٹر بیت المال

از ۱-۲-۵۹ تا ۱۷-۲-۵۹

مندرجہ ذیل جماعتہائے احمدیہ ہندوستان کے عہدے داران کی اطلاع کے لئے اعلان کیا جاتا ہے۔ کہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب ناقد انسپکٹر بیت المال مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق از ۱-۲-۵۹ تا ۱۷-۲-۵۹ بغرض معائنہ حسابات وصولی چندہ جات دورہ کریں گے۔ عہدے داران جماعت احمدیہ سے توقع ہے کہ وہ اس سلسلہ میں انسپکٹر صاحب موصوف کے ساتھ پورا پورا تعاون فرمائیں گے۔

ناظر بیت المال قادیان

نمبر شمار	روانگی از جماعت	تاریخ روانگی	رسیدگی جماعت	تاریخ رسیدگی	قیام
۱	مانکا گوڑا	۵۹-۲-۲	نیا گڑھ	۵۹-۲-۳	۱ دن
۲	نیا گڑھ	۵۹-۲-۴	کیرنگ	[illegible]	۲ ,,
۳	کیرنگ	۵۹-۲-۷	پوری	[illegible]	۱ ,,
۴	پوری	۵۹-۲-۹	کرڈاپلی	[illegible]	۱ ,,
۵	کرڈاپلی	۵۹-۲-۱۱	پینگال	[illegible]	۱ ,,
۶	پینگال	۵۹-۲-۱۲	کوٹھ پلہ	[illegible]	۲ ,,
۷	کوٹھ پلہ	۵۹-۲-۱۴	کٹک ٹاؤن	[illegible]	۱ ,,
۸	کٹک ٹاؤن	۵۹-۲-۱۶	[illegible]	[illegible]	۱ ,,

---

(۱) ... والدہ صاحبہ کی صحت کاملہ و عاجلہ اور درازی عمر ... دعا فرمائیں۔

(۲) خاکسار کے بھتیجے برادر عزیزم محمد احمد حقانی اس سال بی۔ اے ... امتحان دے رہے ہیں۔ احباب کرام یلدرم کی نمایاں کامیابی کیلئے دعا فرمائیں۔ خاکسار سید ... علی بھاگلپوری قادیان

(۳) گوجرانوالہ سے مکرم صوفی دین محمد صاحب اشرار کے شر سے محفوظ رہنے اور اپنے کاروبار میں برکت پانے ...

خبریں

نئی دہلی ۲۴ جنوری - مرکزی وزارت تعلیم عنقریب ایک کمیٹی مقرر کرے گی جس میں سرکردہ ماہرین تعلیم شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی تمام تعلیمی اداروں کے نصاب میں مذہبی اور اخلاقی تعلیم شامل کرنے کے متعلق غور کرے گی۔ اور سفارشات پیش کرے گی۔ اس کمیٹی میں پارلیمنٹ کے بعض ممبران بھی شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی سکولوں میں مذہبی تعلیم کے اثرات پر غور کرے گی۔ اور اگر مذہبی تعلیم کے حق میں فیصلہ ہو گیا تو ایک تفصیلی سکیم بھی تیار کرے گی۔ اندازہ ہے کہ پارلیمنٹ کا اجلاس شروع ہونے سے قبل یہ کمیٹی مقرر کر دی جائے گی۔ اس کمیٹی میں چند ممبران پارلیمنٹ بھی شامل ہوں گے۔

اس کمیٹی کے سامنے شاید اہم ترین سوال یہ ہوگا کہ مذہبی ہندوستان کے سکولوں اور کالجوں میں مذہبی تعلیم غیر مذہبی جمہوریہ کے تصور کے خلاف تو نہ ہوگی۔ مرکزی تعلیمی مشاورتی بورڈ کے ممبران نے گزشتہ ہفتہ مدراس میں بھی اس سوال پر غور کیا تھا۔ اور ممبران کی اکثریت نے اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ اس میں کوئی تضاد نہیں۔

سنہ ۱۹۴۱ء میں مرکزی حکومت نے اس تجویز پر غور کیا تھا کہ تمام سرکاری تعلیمی اداروں میں لازمی مذہبی تعلیم نافذ کی جائے۔ لیکن اس وقت ملک میں جو فرقہ وارانہ کشیدگی تھی۔ اس کے پیش نظر اس تجویز کو ترک کر دیا گیا تھا۔ چند سال بعد یونیورسٹی گرانٹس کمیشن نے اس تجویز پر غور کیا اور اس کی حمایت کی۔

کچھ عرصہ ہوا بعض سیاسی لیڈروں نے [illegible] میں نصاب تعلیم سے مذہبی تعلیم کے [illegible] کی مذمت کی تھی اور اس خیال کا اظہار کیا تھا کہ اگر اخلاقی منصوبہ بندی نہ ہو تو اقتصادی منصوبہ بندی فضول ہے۔ سرکاری طور پر بتایا گیا ہے کہ [illegible] نے مذہبی تعلیم دینے کا اصول منظور کر لیا گیا۔

بتایا گیا کہ کمیٹی کے رپورٹ پیش کرنے کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جائے گا۔

نئی دہلی ۲۴ جنوری - یوم جمہوریت کی جھانکیوں میں حصہ لینے کے لئے لوک ناچ ناچنے والوں کی پارٹیاں مختلف ریاستوں سے آئی ہوئی ہیں۔ وزیر اعظم نے آج انہیں چائے پر مدعو کیا۔ اس [illegible] (سنٹرل ہال میں) [illegible] کی پارٹیوں نے [illegible] ہندوؤں اور مدراس کے لوگوں کے [illegible] کا مظاہرہ کیا۔

دہلی ۲۵ جنوری - سرکاری حلقوں نے بتایا ہے کہ جب سے مرکزی حکومت نے اناج کا ذخیرہ بیوپار سرکاری ہاتھ میں لینے کا فیصلہ کیا ہے۔ وہ مختلف صوبوں میں ایک لاکھ ۳۱ ہزار ٹن چاول خرید چکی ہے۔ اس میں سے ۲۰ ہزار ٹن مدھیہ پردیش اور ۲۰ ہزار ٹن آندھرا سے خریدا گیا ہے۔ پنجاب میں بھی مرکزی حکومت کے لئے چاول خریدا جا رہا ہے۔ گزشتہ سال صرف دو صوبوں آندھرا اور پنجاب میں چاول خریدا گیا تھا۔ لیکن اب بیشتر صوبوں میں سرکاری خریداری شروع ہے۔ مرکزی حکومت کے علاوہ صوبائی حکومتیں بھی اپنے ذخیروں کے چاول خرید رہی ہیں۔ سرکاری حلقوں کا اندازہ ہے کہ ملک میں چاول کی نئی فصل ۳۰ کروڑ ٹن کے قریب ہوگی اور سرکاری بیوپار سرکاری ہونے کی وجہ سے چاول کی قیمتیں سارا سال قریب قریب ایک سطح پر رہیں گی۔

نئی دہلی ۲۵ جنوری - وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج ۳۲ ٹیچروں کو قومی اعزاز دینے کی تقریب کے وقت تقریر کرتے ہوئے کسی شخص کی پوزیشن کو دولت کے پیمانہ سے ناپنے کی ذہنیت پر دکھ کا اظہار کیا اور کہا یہ ٹھیک ہے کہ سکولوں کے ٹیچروں کو بہت کم تنخواہ ملتی ہے لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ انہیں سماج میں گھٹیا درجہ دیا جائے۔ میں اکثر حیران ہوا کرتا ہوں کہ کسی انسان کی دولت کا اس کے سماجی مقام سے کیا تعلق۔

امرتسر ۲۵ جنوری - امرتسر کی اناج منڈی میں غالباً تاریخ میں پہلی بار چنا گندم سے بھی مہنگا بکا۔ چنے کا بھاؤ ۲۳/- روپے من تھا۔ ختم ہونے والے ہفتہ میں جہاں گندم ۲۲/- روپے من بکتی رہی وہاں چنے کا نرخ ۲۳ روپے من رہا۔

لدھیانہ ۲۵ جنوری - پنجاب کالج ٹیچرز یونین نے جس کا دو روزہ سالانہ اجلاس یہاں منعقد ہوا ایک ریزولیوشن کے ذریعہ پنجاب گورنمنٹ سے اپیل کی ہے کہ وہ مختلف مذاہب اور فرقوں کی طرف سے چلائے جا رہے تعلیمی اداروں میں وہ فرقہ بندی اور انتشار کی ذہنیت کی وجہ سے طلباء اور حتیٰ کہ ٹیچروں میں بھی بڑھ رہے غیر صحتمندانہ رجحانات کی روک تھام کرے۔ کیونکہ ایسے رجحانات مشترکہ قومی شعور و احساس کی نشوونما میں رکاوٹ بن جاتے ہیں۔ ان اداروں نے ماضی میں کافی قومی خدمات سر انجام دی ہیں۔ مگر یہ سیکولر سٹیٹ کے تصور میں موزوں نہیں بیٹھتے۔ یونین نے پنجاب سرکار سے اپیل کی ہے کہ وہ ایک ایکٹ کے ذریعہ ان تعلیمی اداروں کا ساخچہ بدل دے۔

دہلی ۲۵ جنوری - راشٹرپتی ڈاکٹر راجندر پرشاد اور وزیر اعظم پنڈت نہرو نے آج ایک تقریب میں ملک کے تعلیمی مسائل کا ذکر کیا یہ تقریب مختلف صوبوں کے بعض منتخب ٹیچروں کو ۵۰۰ روپے کے نقد انعامات اور سندیں تقسیم کرنے کے لئے گیان بھون میں منعقد ہوئی تھی۔ راشٹرپتی نے اس موقعہ پر کہا کہ ٹیچروں کی حوصلہ افزائی کی یہ شکل تعلیمی مستقبل کی تعمیر میں معاون ثابت ہوگی۔ اور مجھے یقین ہے کہ تعلیمی ترقی میں دلچسپی رکھنے والا ہر شخص اس کا سواگت کرے گا۔ ہمارے موجودہ تعلیمی نظام میں ٹیچروں کا وہی درجہ ہونا چاہیئے جو پرانے وقتوں میں ہوا کرتا تھا پرانے وقتوں میں ٹیچروں کو گورو کا درجہ حاصل تھا ٹیچروں کو اپنا کام خدمت خلق کے جذبہ سے کرنا چاہیئے اور لوگوں کو بھی ان کے کام کی عظمت کو محسوس کرتے ہوئے ان کا احترام کرنا چاہیئے۔ حکومت نے اپنے وسائل کے مطابق ٹیچروں کی تنخواہیں بڑھانے میں ہمدردانہ رویہ اختیار کیا ہے۔ اور مستقبل میں بھی اس کا یہی رویہ ہوگا۔

چنڈی گڑھ ۲۵ جنوری - گورنر پنجاب شری این وی گیڈگل نے ری پبلک ڈے پر ایک پیغام میں کہا ہے کہ آج سے ہماری گن راج کا زندگی کا دسواں سال شروع ہو رہا ہے۔ گزشتہ نو برسوں میں ہمیں کامیابیوں اور ناکامیوں کا سامنا ہوا ہے۔ اپنی کامیابیوں سے ہمیں اعتماد ملتا ہے اور ناکامیوں سے چیلنج قبول کرتے ہیں۔ آؤ ہم تہیہ کریں کہ ہم اپنی عظیم قوم کے لئے اپنی ساری طاقتوں سے بڑی سے بڑی قربانی دیں گے۔ ہم ایک نیا سماج تعمیر کر رہے ہیں۔ اس کام کے لئے بڑے جوش اور [illegible] کی ضرورت ہے۔ آج ہمارا نعرہ "[illegible] محنت" ہونا چاہیئے۔

کراچی ۲۵ جنوری پاکستان کے صدر جنرل ایوب نے کل رات ایک براڈ کاسٹ تقریر میں اعلان کیا کہ مغربی پاکستان میں زرعی اصلاحات نافذ کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے جس پر عملدرآمد کے لئے مارشل لا کے ماتحت ایک خاص ضابطہ جاری کیا جائیگا۔ کسی زمیندار کو اپنے پاس ۵۰۰ ایکڑ سے زیادہ چاہی زمین اور ایک ہزار ایکڑ سے زیادہ بارانی زمین رکھنے کی اجازت نہ ہوگی۔ اس حد سے زائد زمین حکومت خود حاصل کرے گی۔ اور اس کی قیمت ۲۵ سالہ بانڈ کی شکل میں ادا کی جائیگی حکومت خاص اراضی کو بے زمین مزارعوں میں تقسیم کر دے گی اور ان سے اس کی قیمت ۲۵ سال میں وصول کریگی۔ فوجی حکومت نے جاگیروں کا کوئی معاوضہ ادا کئے بغیر انہیں اپنے قبضہ میں لینے کا فیصلہ کیا ہے جنرل ایوب نے مزارعوں کو بے دخل نہ کئے جانے کا یقین دلایا ہے وہاں یہ وارننگ بھی دی ہے کہ وہ بلا معاوضہ زمین کا مالک بن جانے کے خواب نہ لیں جب تک حکومت کی زمین پر قبضہ نہ کریگی اس کے مالک کے حقوق قائم رہیں گے۔ اور مزارعوں کو حسب سابق اپنے فرائض ادا کرنے ہونگے انہیں کم سے کم عرصہ میں زیادہ سے زیادہ اناج پیدا کرنے کی ہدایت کی گئی ہے۔